خوش مزاجی و خندہ لبی اور ظرافت

خوش طبعی کے تعلق سے ایک خوش تر تحریر

مذاق کا اسلامی تصور

تصنیف لطیف

ابو البرکات محمد بن رضی الدین الغزی الشافعی ۹۸۴ھ

ترجمہ وتلخیص

مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی

نعمانی بک ڈپو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مذاق ومزاح، خوش مزاجی وخندہ لبی اور ظرافت وخوش طبعی کے تعلق سے ایک خوش تر تحریر

’ المـــــراح في المـــــزاح ‘

مذاق کا اِسلامی تصور

-: تالیف لطیف :-

ابوالبرکات بدرالدین محمد بن محمد بن محمد الغزی الشافعی {۹۸۴ھ}

-: ترجمہ و تلخیص :-

محمد افروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، جنوب افریقہ

بِأبِي أنتَ وأمِّي صَلَّى اللّٰہُ عَلَیکَ أیُّھَا النَّبِيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

کتاب : مذاق کا اِسلامی تصور

تالیف : ابو رِفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی..................

پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

پرنسپل: جامعۃ المصطفیٰ، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

تصویب : مفکر اسلام علامہ محمد عبد المبین نعمانی قادری - دام ظلہ -

نظر ثانی : ڈاکٹر مختار گل ہاشمی - کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

کتابت : فہمی چریاکوٹی

صفحات : ۷۲

اشاعت : ۲۰۱۴ء - ۱۴۳۵ھ

قیمت : /روپے

طباعت :

o رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إنَّکَ أنتَ السَّمِیْعُ العَلِیْمُ o

☆ اللہ کی یاد کرنے والوں نے قبرستانوں میں میلے لگا دیے اور غافل لوگوں نے زندگی کو ہی قبرستان بنا دیا!!!۔

فہرست مضامین

حرفِ تبسم	06
حالاتِ مصنف	20
خطبہ وتمہید کتاب	22
ابوعمیر تمہارے بلبل کو کیا ہوا؟	30
جنت میں بوڑھے نہیں جائیں گے!	31
سفید آنکھوں والا شوہر	32
بات اونٹ کے بچے کی	33
تمہارا اونٹ کتنا اچھا ہے!	34
اے پگلی!	35
اے دو کانوں والے!	35
اے بڑے پیٹ والے!	36
یہ اُس دن کا بدلہ ہے	36
راز، راز ہی رہے	36
مجھے اپنی صلح بھی میں شامل کر لیجیے	37
اور پیالہ زمین پر دے مارا!	38

☆ غیر یقینی حالات پر تقریریں کرنے والے، کتنے یقین سے اپنے مکانوں کی تعمیر میں مصروف ہیں!۔

ورنہ حریرہ چہرے پر مل دوں گی!	39
حضرت صفیہ جب دلہن بنیں	40
کسی کا آگے سونا حارجِ نماز نہیں	40
کھانا آجائے تو نماز نہیں	41
تم ہمارا گاؤں ہم تمہارا شہر!	42
اُونٹ نے ابھی سرکشی نہیں چھوڑی؟	43
آنکھ میں درد ہے اور کھجور کھا رہے ہو؟	46
میری یہی مراد تھی!	48
دَجال کے پہاڑ برابر کھانے	49
چھوٹا منہ بڑی بات	50
اور اُونٹنی ذبح کر دی	50
واقعہ مسجد میں پیشاب کرانے کا	52
اللہ ورسول سے محبت کرنے والا	53
اور یہ میری طرف سے ہدیہ ہے	54
شہد کا گھڑا ہدیۂ پیش ہے	55
رات میں روزہ	56
ہے کوئی میرا غلام خریدنے والا!	56
روحیں فوج کی طرح جمع ہیں	58

☆ خوشی بیٹی کی طرح گھر میں پلتی ہے اور جب جوان ہو جائے تو رخصت کر دی جاتی ہے!!!۔

ہنسی مذاق کا ایک فائدہ	59
خدا کرے ہر دن روزِ عید ہو	59
واقعہ سائے کو کوڑے لگانے کا	60
تبسم آمیزانہ گفتگو	60
پودینہ اور لوٹے کی داستان	61
تمہارے پاس اور کوئی نیکی ہے؟	62
خدا واسطے کی محبت	62
سب کا خالق و مالک ایک	62
معاملہ میاں بیوی کا	63
جنت میں کاشت کاری	64
خوبصورت کون؟ شوہر یا بیوی	65
کیا سارے کا سارا اندر آجاؤں!	66
شوہر پرشا کی بیوی	66
فیصلہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا	67
پاؤں کا انگوٹھا	68
ابلیس کی بیوی کا نام	68
خون کا بدلہ خون	69
مترجم کی مطبوعہ کتب کی فہرست	71

☆ علم اور عمل کے درمیان فاصلہ کم کرنا ہی ولایت ہے۔

حرفِ تبسم

نحمده و نصلي و نسلم علیٰ رسوله الکریم أما بعد !

مشہور مقولہ ہے : **المزاح فی الکلام کالملح فی الطعام** . یعنی گفتگو کے اندر مذاق کا وجود ایسا ہے جیسے کھانے میں نمک؛ چونکہ نمک سے کھانا مزیدار ہو جاتا ہے، ایسے ہی مذاق و مزاح بھی گفتگو کو مزیدار بنا دیتے ہیں؛ لیکن کھانے میں اگر نمک کی مقدار ملحوظ نہ رکھی گئی اور ذرا بھی نمک زیادہ ہوا تو کھانا بارِشکم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مذاق بھی جب معمولی مقدار سے بڑھ جائے تو بارِ خاطر بن جاتا ہے؛ لہٰذا بالکل خشکی زدہ ہو کر بھی نہیں رہنا چاہیے۔

طنز و مزاح یا شگفتگی و ظرافت آج کے دور کی اہم ضرورت بن چکا ہے، بلکہ یہ ہر دور کی ہی اہم ضرورت رہا ہے؛ لیکن فرق اتنا ہے کہ ہر پہلا دور ہر آنے والے دور کی نسبت پرامن تھا۔ جس طرح کھانے کے بعد میٹھا ضروری ہوتا ہے چاہے کم مقدار میں ہی کیوں نہ ہو، یونہی موجودہ دور میں ظرافت کی شیرینی لازمی ہے۔

مزاح وہ دوا ہے جو دو نمبر بھی ہو تو اس کے اَثرات مثبت ہی ہوتے ہیں۔ سائنسی تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مسکرانے سے انسانی خلیوں اور عضلات پر مثبت اَثرات مرتب ہوتے ہیں اور تناؤ کم ہوتا ہے۔ انسان توانا رہتا ہے اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور بڑھاپا دیر سے آتا ہے۔ ظرافت انسان میں جہاں توانائی پیدا کرتی ہے وہیں رجائیت و اُمید کی بھی ایک صورت ہے کہ انسان مایوس اور نا اُمید نہیں ہوتا۔ زندگی کی شمع ڈگمگاتی ہے؛ مگر روشن رہتی ہے۔

ظرافت و شگفتگی یا طنز و مزاح خوش اخلاقی کی اعلیٰ ترین صورت ہے جو ہمارے دین کا اہم حصہ ہے، اور ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذاتِ خود بڑے خوش مزاج، اعلیٰ ظرف، خوش طبع اور خوش گوار انسان اور اَنیس محفل تھے۔

اَحادیث میں ہم نے پڑھا ہے کہ جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کھلکھلا کر یوں ہنستے کہ آپ کے نواجذ (ڈاڑھیں) نظر آنے لگتیں؛ مگر آپ کے مسکرانے میں نہایت ہی وقار و سنجیدگی ہوا کرتی تھی اور اس میں آواز اور قہقہہ وغیرہ کا تصور نہ تھا۔ آپ بسا اَوقات مذاق فرمایا کرتے؛ مگر آپ کا مذاق ہمیشہ مبنی بر حق ہوا کرتا تھا۔ آپ سے مل کر لوگوں کے دل سرور اِنبساط کے خوبصورت جذبات سے بھر جایا کرتے۔ اور آپ کی محفل میں بیٹھا ہوا کوئی آدمی کبھی اُکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا تھا۔

تبسُّم الٰہی: بعض احادیث مبارکہ میں ضحک اور تبسم کے الفاظ خداوند قدوس کے لیے بھی اِستعمال ہوئے ہیں۔ سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں آتا ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

إن اللّٰهَ لَيَضْحَكُ إلىٰ ثَلاثَةٍ: لِلصَّفِّ فِي الصَّلوٰةِ وَلِلرَّجُلِ يُصَلِّيْ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ وَلِلرَّجُلِ يُقَاتِلُ 'أرَاه قالَ خَلْفَ الْكَتِيْبَةِ' .

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ تین چیزوں سے بہت ضحک فرماتا (یعنی خوش ہوتا) ہے:

(۱) نماز کی صف سے۔ (۲) درمیانِ شب میں اُٹھ کر نماز پڑھنے والے سے۔

(۳) اور لشکر کے پیچھے قتال جاری رکھنے والے سے (یعنی لشکر بھاگ جانے کے بعد بھی)۔(۱)

یوں ہی ایک دوسرے مقام پر مزید وضاحت کے ساتھ ایک حدیث یوں آئی ہے، حضرت ابورزین راوی ہیں کہ سرکارِ ابدقرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

(۱) سنن ابن ماجہ: ۱/۳۷حدیث: ۲۰۰...... جامع الاحادیث سیوطی: ۱۸۱/۸حدیث: ۷۰۸۱۔

ضَحِکَ رَبُّنَا مِنْ قُنُوْطِ عِبَادِهٖ وَقُرْبِ غِيَرِهٖ .

یعنی ہمارا پروردگار اپنے بندوں کے نا اُمید ہوجانے اور عذاب کے قریب ہوجانے سے ہنسا۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا پروردگار ہنستا بھی ہے۔تو آپ نے فرمایا:

نَعَمْ .

ہاں!۔

یہ سن کر راوی نے عرض کی:

لَنْ نَّعْدَمَ مِنْ رَبٍّ يَضْحَكُ خَيْرًا . (۱)

یعنی پھر تو ہم ایسے پروردگار کی خیر سے ہرگز محروم نہ رہیں گے جو ہنستا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ضحک فرمانا اور ہنسنا کیا ہے اس کا صحیح علم تو علم الٰہی ہی میں ہے، تاہم دیلمی کی روایت کردہ ایک حدیث سے اس کا کچھ اِشارہ یوں ملتا ہے کہ آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَيَضْحَكُ إِلَى الرَّجُلِ إِذَا مَدَّ يَدَهُ بِالصَّدَقَةِ وَمَنْ ضَحِكَ اللّٰهُ إِلَيْهِ غَفَرَ لَهُ . (۲)

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس شخص کو دیکھ کر ہنستا اور ضحک فرماتا ہے جو صدقہ کرنے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھائے۔اور اللہ کے ہنسنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بندے کو معاف فرمادیتا ہے۔

---

(۱) سنن ابن ماجہ:۱/۶۴حدیث:۱۸۱......مسند طیالسی:۲/۴۱۷حدیث:۱۱۸۸......مسند احمد بن حنبل:۲۶/۱۰۶حدیث:۱۶۱۸۷......کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال:۱/۳۹۱حدیث:۱۶۸۴۔

(۲) الفردوس بماثور الخطاب دیلمی:۱/۱۶۰حدیث:۵۹۰......جامع الاحادیث سیوطی:۸/۱۸۰حدیث:۷۰۸۰۔

☆ جہاز میری تدبیر ہے۔بھنور یا کنارہ میرا التقدیر!۔

اس ضمن میں اس معروف حدیث کا ذکر کر دینا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا جس میں ضحکِ الٰہی کا مضمون بڑی تفصیل سے باندھا گیا ہے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کائنات کو قیامت کے دن جمع کرے گا، چالیس سال تک وہ یوں کھڑے رہیں گے۔ ان کی آنکھیں پتھرا جائیں گی، دل ڈوب رہے ہوں گے۔ اور وہ فیصلے کے دن کا شدت سے اِنتظار کر رہے ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا، اپنے سروں کو اُٹھاؤ، وہ اپنے سر اوپر اُٹھائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کے بقدر انہیں نور عطا فرمائے گا۔ بعض کا نور ایک بہت بڑے پہاڑ کی مانند ہوگا جو ان کے آگے آگے دوڑ رہا ہوگا اور بعض کا نور اس سے ذرا کم ہوگا اور بعض کا نور ان کے دائیں ہاتھ میں کھجور کے درخت کی مانند ہوگا اور بعض کا نور اس سے بھی کم ہوگا حتیٰ کہ سب سے آخری شخص کا نور اس کے پاؤں کے انگوٹھے پر جلوہ گر ہوگا جو کبھی روشن ہوگا تو کبھی بجھ جائے گا۔

جب روشن ہوگا تو وہ شخص چلنے لگے گا اور اس کے بجھنے سے رک جائے گا۔ رب کریم ان کے سامنے ہوگا۔ یہ شخص گرتا پڑتا آگ میں سے گزر جائے گا اور آگ کے اثرات اس کے جسم پر اس طرح باقی ہوں گے جس طرح شمشیر زدہ شخص کے جسم پر زخم کا نشان باقی رہ جاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو آگ پر سے گزرنے کا حکم ہوگا۔ لوگ اپنے نور کے حساب سے گزرنے لگیں گے۔ بعض پلک جھپکنے کی طرح گزر جائیں گے اور بعض بجلی کی طرح، بعض بادل کی طرح اور بعض رات کے وقت شیطان پر ٹوٹنے والے ستارے کی مانند، بعض ہوا کی طرح گزر جائیں گے، اور بعض سرپٹ بھاگنے والے گھوڑے کی طرح اور بعض دوڑنے والے آدمی کی طرح گزریں گے اور آخرکار وہ شخص جس کے پاؤں کے

☆ صرف خوف کسی خطرے کو ٹال نہیں سکتا۔ صرف خوفزدہ رہنے سے تو دشمن نہیں مرتے !!!۔

انگوٹھے پرنور جلوہ گر ہوگا منہ اور پاؤں کے بل گرتا پڑتا گزرے گا، کبھی اس کا ہاتھ پھسلے گا اور کبھی پاؤں پھسلے گا، آگ اس کے پہلوؤں کو چھوئے گی۔ وہ اس طرح گرتا پڑتا اور آگ سے چوکھی لڑائی لڑتا بالآخر جہنم سے نجات پا جائے گا، اور اس کے بعد جہنم کے کنارے کھڑا ہو کر کہے گا: سب تعریفات اللہ کے لیے ہیں، اس نے جو کچھ مجھے دیا ہے وہ کسی کو نہیں دیا، اس نے مجھے جہنم سے نجات دی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد اس شخص کو جنت کے دروازے کے قریب ایک حوض میں نہلایا جائے گا، جب وہ شخص دروازے کے ورے جنت کی نعمتیں اپنے سامنے دیکھے گا تو آرزو کرے گا: یارب! مجھے بھی جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ جواب دے گا: میں نے تجھے جہنم سے بچالیا ہے تو اب بھی جنت مانگتا ہے؟ تو وہ کہے گا: یارب! میرے اور جہنم کے درمیان ایک پردہ حائل کر دے کہ جہنم کی آواز مجھے سنائی نہ دے۔

اس کی یہ آرزو پوری ہوگی اور وہ جنت میں داخل ہونے کے بعد اپنے سامنے ایک محل دیکھے گا، اس کو یوں محسوس ہوگا جیسے خواب دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ وہ آرزو کرے گا یارب! یہ محل مجھے عنایت فرما دے...اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں تجھے یہ دے دوں تو پھر تو اور مانگے گا؟۔

وہ جواب دے گا نہیں، تیری عزت کی قسم! میں اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا اور اس سے بڑھ کر خوبصورت اور کوئی گھر کہاں ہوسکتا ہے؟؛ چنانچہ اس کی یہ خواہش پوری کر دی جائے گی اور وہ اس محل میں رہائش پذیر ہو جائے گا۔

پھر اس محل کے سامنے اسے ایک اور محل نظر آئے گا جو اس قدر خوبصورت ہوگا کہ اسے اپنا یہ محل اس کے مقابلے میں خواب معلوم ہوگا۔ اسے دیکھ کر یہ کہے گا: یارب! مجھے یہ محل عنایت فرما دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ دے دوں تو پھر اور مانگے گا؟ وہ جواب دے گا: نہیں، تیری عزت کی قسم! اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا، اس سے بڑھ کر خوبصورت کوئی

☆ دنیا کے اندر سب سے بڑا انصاف یہ ہے کہ یہ دنیا گناہ کے متلاشی کو گناہ اور فضل کے متلاشی کو فضل دیتی ہے۔

اور گھر کہاں ہوسکتا ہے؟؛ چنانچہ اس کی یہ تمنا بھی پوری ہوگی اور وہ اس محل میں سکونت اختیار کرلے گا۔

پھراس کے سامنے ایک اور محل نمودار ہوگا جس کی خوبصورتی کے سامنے اسے اپنا یہ محل خواب معلوم ہوگا، اسے دیکھ کر یہ شخص اللہ تعالیٰ سے اس کا تقاضا کرے گا، اللہ جل جلالہ فرمائے گا: اگر تجھے یہ مل گیا تو پھر تو اور مانگے گا؟۔ وہ کہے گا: نہیں، تیری عزت کی قسم! اس کے بعد کچھ نہیں مانگوں گا، بھلا کوئی گھر اس سے بڑھ کر خوبصورت اور کہاں ہوسکتا ہے؟، اسے یہ گھر بھی مل جائے گا، وہ اس میں قیام پذیر ہونے کے بعد اب خاموش ہو جائے گا۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ پوچھے گا: کیا ہوا اب مانگتا نہیں؟ کہے گا: اے میرے پروردگار! بہت کچھ مل گیا اب مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ میں نے تیری قسم اُٹھائی تھی، اب مانگتے ہوئے حیا آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو راضی ہے کہ میں تجھے تخلیق سے لے کر فنا ہونے تک جتنی دنیا ہے اس کے برابر دے دوں اور پھر اس کا دس گنا مزید دے دوں؟ وہ کہے گا: اللہ تعالیٰ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے، حالانکہ تو رب العزت ہے؟۔

اللہ تعالیٰ اس کی یہ بات سن کر ہنس پڑے گا اور فرمائے گا: نہیں، یہ مذاق نہیں، میں تجھے یہ سب کچھ دینے پر قادر ہوں جو مانگنا ہے مانگ، تو وہ کہے گا: اے پروردگار! مجھے بھی جنتی لوگوں میں شامل کردے۔ چنانچہ اللہ اسے جنتیوں کے ساتھ شامل ہونے کی اجازت دے دے گا اور وہ شخص خوشی سے اچھلتا کودتا جنتیوں میں شامل ہو جائے گا۔

جب وہ جنتی لوگوں کے قریب پہنچے گا تو سامنے اسے خوبصورت ہیرے کا بنا ہوا ایک محل نظر آئے گا، جسے دیکھ کر وہ اپنا سر سجدے میں رکھ دے گا۔ اسے کہا جائے گا: کیا ہوا تجھے؟۔ سر اُٹھاؤ، وہ کہے گا: سامنے میرا پروردگار جلوہ افروز ہے۔

اسے بتایا جائے گا کہ وہ تیری رہائش گاہ ہے۔ پھر ایک شخص اس کے سامنے آئے گا تو

☆ ڈپریشن! تقدیر، نصیب – یا – حاصل اور خواہش کے درمیان فاصلے کا نام ہے۔

وہ جنتی اس کو رب سمجھ کر سجدہ کرنے کے تیار ہو جائے گا، تو وہ کہے گا: رک جائیں، کیا کرتے ہیں؟ پھر وہ اسے بتائے گا: میں تیرا خزانچی اور غلام ہوں، میرے ماتحت میرے جیسے ایک ہزار خادم ہیں۔ پھر وہ اس کو ساتھ لے کر محل میں داخل ہو جائے گا، اور وہ محل اندر سے خالی ایک بہت بڑے ہیرے کا بنا ہوگا جس کی چھتیں، دروازے، تالے اور چابیاں بھی ہیرے موتیوں کی ہوں گی، اس کے سامنے ایک اور سبز رنگ کا ہیرا ہوگا جس کا اندرونی حصہ سرخ ہوگا، اس کے ستر دروازے ہوں گے، ہر دروازہ اندر سے سبز ہیرے جواہرات کے محل کی طرف کھلے گا اور ان جواہرات کے بنے ہوئے ان اندرونی کمروں میں سے ہر کمرے کا رنگ دوسرے سے مختلف ہوگا۔

ہر کمرے کے اندر مسہریاں بچھی ہوں گی اور خوبصورت بیویاں اور خادمائیں وہاں چشم براہ ہوں گی، ان میں سے سب سے کم ترین انتہائی سیاہ وسفید آنکھوں والی حور ہوگی۔ وہ ستر لباس زیب تن کیے ہوگی، جن کے پیچھے سے اس کی پنڈلی کا گودا صاف نظر آ رہا ہوگا۔ اس حور کا جگر اس جنتی کے لیے آئینہ ہوگا اور اس جنتی کا جگر اس حور کے لیے آئینہ ہوگا۔

جب یہ جنتی ایک دفعہ اس سے رخ موڑے گا تو اس کی نظر میں اس حور کا حسن پہلے سے ستر گنا اور بڑھ جائے گا، اور جب یہ حور اس جنتی سے ایک دفعہ رخ ادھر کرے گی تو اس جنتی کا حسن حور کی نظر میں ستر گناہ اور بڑھ جائے گا۔ جنتی اس حور کو مخاطب کر کے کہے گا: اللہ کی قسم! تم میری نظروں میں ستر گنا اور خوبصورت ہو گئی ہو۔

وہ جواب دے گی: اللہ کی قسم! تم بھی میری نگاہ میں ستر درجہ اور خوبصورت ہو گئے ہو، پھر اس کو کہا جائے گا: تیری بادشاہت ایک سال کی مسافت تک ہے، جہاں تک تیری نگاہ کی رسائی ہے......۔(۱)

(۱) الترغیب والترہیب، منذری: ۴: ۳۷۰۔

☆ اِس دنیا میں انسان نہ کچھ کھوتا ہے نہ کچھ پاتا ہے، وہ تو صرف آتا ہے اور جاتا ہے!۔

تبسُّم مصطفوی: تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں تبسم وظرافت کے بہت سے مواقع ملتے ہیں۔تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حضور ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی خوش طبعی اور مذاق کرتا تو آپ اُس کا ساتھ دیتے اور اس کے ساتھ ہنستے مسکراتے۔

ایک بار ایسا ہوا کہ عمر فاروق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اُن کے حجرۂ اقدس میں آئے۔رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن دنوں اپنی اَزواج سے اِس بات پر ناراض تھے کہ انھوں نے آپ سے نفقہ بڑھانے کا پُر اِصرار مطالبہ کیا تھا۔

حضرت عمر نے جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کرنے کے لیے کہا: یارسول اللہ! آپ کبھی ہمارا حال بھی ملاحظہ کیجیے۔ہم قریش کے لوگ اپنی عورتوں پر غالب تھے۔ہم میں سے کسی کی عورت اس سے نفقے کا مطالبہ کرتی تو وہ اُٹھ کر اس کی گردن مروڑ دیتا۔پھر جب ہم مدینہ آئے،ہم نے ایک ایسی قوم دیکھی جس پر اس کی عورتوں کا غلبہ ہے۔پھر کیا ہوا کہ ہماری عورتوں نے بھی دیکھا دیکھی اُن کی عورتوں سے مردوں پر غالب آنے کے طریقے سیکھنا شروع کردیے۔

حضرت عمر کی یہ بات سن کر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرادیے۔حضرت عمر نے چند اور باتیں کیں تو آپ اور مسکرائے۔(۱)

یوں ہی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت انس سے فرمایا:'اے دو کانوں والے!'۔ہر آدمی چوں کہ دو ہی کانوں والا ہے؛اس لیے ایسا سننے پر بے اِختیار ہنسی آجائے گی جو فرحت کا باعث ہے۔

تو یہ صحیح ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے رفقا واَصحاب سے مذاق و مزاح منقول ہے؛لیکن اُن کا مزاح کیسا تھا،وہ آپ اگلے صفحات میں پڑھیں گے؛

(۱) صحیح بخاری:حدیث:۴۹۱۳۔

لہٰذا اُن کے مزاح کو اپنے مزاح پر قیاس کرنا درست نہیں۔ اگر واقعتاً کوئی شخص اُس مزاح پر قادر ہو جو سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے اور جس پر آپ کے صحابہ کار بند رہے تو یہ نہ مذموم ہے اور نہ غیر پسندیدہ؛ بلکہ ایک درجے میں مسنون اور مستحب ہے۔

اب آپ دیکھیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاح یہ تھا کہ نہ اُس میں جھوٹ کی آمیزش تھی، نہ کوئی ایسی بات تھی جس سے دوسروں کو اِیذا ہوتی ہو، اور نہ اُس میں مبالغہ تھا، اور پھر آپ شاذ و نادر ہی مذاق فرمایا کرتے تھے۔

اب اگر کوئی شخص مذاق کی اِن تمام شرائط کو عملی طور پر قبول کرسکتا ہو تو اُسے مذاق کی اِجازت ہے۔ کتنی عجیب بات ہوگی کہ آدمی مذاق کو پیشہ بنالے، اور اسے شب وروز کے مشغلے کے طور پر اپنائے رکھے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے حجت پکڑے!، اور یہ سمجھے کہ میں آپ کی اِتباع کررہا ہوں!!۔

حدِّ مذاق: امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: معلوم ہونا چاہیے کہ مزاح وہ ممنوع ہے جو حد سے زیادہ ہو اور اس پر مداومت کی جائے؛ کیونکہ یہ بہت زیادہ ہنسنے اور دل کے سخت ہونے کا باعث ہے، ذکر الٰہی سے غافل کردیتا ہے اور اہم دینی امور میں غور وفکر سے باز رکھتا ہے۔ بسا اوقات ایذا رسانی تک پہنچاتا ہے، بغض وعناد پیدا کرتا ہے، رعب وداب ختم ہوجاتا ہے؛ لیکن جو شخص ان امور سے محفوظ ہو تو اس کے لیے مباح ہے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کبھار کسی مصلحت کے پیش نظر مخاطب کو بے تکلف اور مانوس بنانے کے لیے انجام دیا اور یہ سنتِ مستحبّہ ہے۔(۱)

امام نووی کے اس کلام سے مزاحِ ممنوع و مستحب اور مذموم و ممدوح کی تعیین ہوجاتی ہے کہ کثرتِ مزاح چونکہ بہت زیادہ ہنسنے، قلب کے سخت اور بے حس ہونے، ذکر الٰہی سے غافل ہونے وغیرہ اُمورِ مذمومہ کا باعث ہے؛ اس لیے وہ ممنوع ہے۔ اور احیاناً مزاح سے

(۱) مرقاۃ شرحِ مشکوٰۃ: ۸/۷۱۴۔

☆ ہوائیں پہاڑوں کو نہیں ہلاسکتیں؛ مگر ریتوں کو اِدھر سے اُدھر ضرور پھینکتی رہتی ہیں۔

یہ اُمورِ شنیعہ پیدا نہیں ہوتے؛ اس لیے وہ سنتِ مستحبہّ ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن حارث سے مروی ہے :

ما رأيت أحدا أكثر مزاحا من رسول الله ﷺ ولا أكثر تبسماً منه وإن كان ليسنو أهل الصبي إلى مزاحه . (۱)

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کثیر المزاح اور تبسم فرمانے والا کسی کو نہیں پایا۔ حتیٰ کہ بچے بھی آپ کی خوش طبعی سے محظوظ ہوتے تھے۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرتِ مزاح کے ان مفاسد سے محفوظ تھے لہٰذا آپ کے لیے وہ مباح تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی پہیلی کے انداز میں گفتگو فرماتے، جس سے لوگ محوِ حیرت ہوا ُٹھتے تھے۔ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک دن ایک شخص سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ بتاؤ تمہارے ماموں کی بہن تمہاری کیا لگتی ہے؟ وہ شخص سر جھکا کر سوچنے لگا، آپ مسکرا دیے اور فرمایا: ہوش کرو، تمہیں اپنی ماں یاد نہیں رہی!۔

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور اس شخص سے بھی خوب واقف ہوں جو سب سے پہلے جہنم میں سے نکالا جائے گا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک انسان کو دربارِ

(۱) مرقاۃ المفاتیح:۱۴/۱۵۳......اخلاق النبی وآدابہ:۱/۴۸۳ حدیث:۱۸۰......الانوار فی شمائل النبی المختار: ۱/۱۴۱ حدیث:۳۰۱......السیرۃ الحلبیۃ:۳/۴۴۰......اخلاق النبی اصبہانی:۱/۱۸۵ حدیث:۱۷۳۔

☆ لوگوں نے آپ کو دھوکا دیا جب کہا: 'سفید جھوٹ'؛ کیوں کہ جھوٹ کا رنگ ہمیشہ سیاہ ہوتا ہے۔

خداوندی میں پیش کیا جائے گا، اور اس کے لیے حکم ہوگا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کیے جائیں اور بڑے گناہوں کو پوشیدہ رکھا جائے۔

چنانچہ جب اس پر چھوٹے گناہ پیش کیے جائیں گے (اور کہا جائے گا کہ تم نے) فلاں گناہ کیے تھے، تو وہ اِقرار کرے گا کہ ہاں کیے تھے۔ (اس لیے کہ انکار کی وہاں گنجائش ہی نہیں ہوگی) اور دل میں انتہائی پریشان ہوگا کہ ابھی تو چھوٹے گناہوں کا نمبر ہے، پتا نہیں بڑے گناہوں پر کیا بنے گا؟۔

(ابھی یہ اسی سوچ میں ڈوبا ہوا ہوگا کہ) حکم اِلٰہی ہوگا: اس شخص کو ہر گناہ کے بدلے ایک ایک نیکی دی جائے، تو وہ شخص حکم سنتے ہی فوراً بول اُٹھے گا کہ میرے تو ابھی بہت گناہ باقی ہیں جو یہاں نظر نہیں آتے۔ (میں نے تو فلاں فلاں گناہ بھی کیے ہیں)۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی یہ بات نقل کرتے ہوئے اتنا ہنسے کہ آپ کے دندانِ مبارک ظاہر ہوگئے۔(۱)

ایک روایت میں ہے کہ ایک دن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے حلقے میں رونق افروز تھے، ایک صحابی آپ کے پاس آئے اور عرض کی: یارسول اللہ! میرے بت نے تو مجھ کو بڑا نفع دیا۔ (صحابہ کرام حیران و پریشان ہوگئے کہ یہ رسول اللہ کے سامنے کیسی بات کر رہے ہیں، بھلا بت بھی کسی کو نفع دے سکتا ہے!)۔

پھر عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ! میں زمانۂ جاہلیت میں ایک دفعہ سفر پر روانہ ہوا، میں نے ستوؤں کا بت بنایا، راستہ میں کھانا ختم ہوگیا، میرے پاس کچھ بھی نہ تھا، میں نے اپنے بت کو توڑ کر کھالیا، تو یارسول اللہ! میرے بت نے تو مجھے نفع ہی پہنچایا!۔

ان کی یہ بات سن کر تمام صحابہ کرام ہنس پڑے اور مصطفٰے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسکرانے لگے۔

---

(۱) شمائل الترمذی، باب ماجاء فی ضحک النبی ﷺ: ۱/۱۸۸۔

☆ جھوٹوں میں شہرت حاصل کرنا بدنام ہونے کے مترادف ہے۔

تبسّم صحابہ: صحابہ کرام خشک طبیعت، زاہد یا راہب لوگ نہ تھے۔ان کی محفلیں جہاں خوف وخشیت الٰہی سے لبریز ہوتی تھیں وہیں مزاح کے پر بہار لمحات سے بھی معمور ہوتیں۔حضرت قرہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابن سیرین سے پوچھا: کیا صحابہ کرام آپس میں مزاح کرتے تھے؟انھوں نے فرمایا:صحابہ اِنسان تھے اور ابن عمر جیسی زاہد شخصیت مزاح کرتی تھی۔(۱)

خرابی زیادہ مذاق کرنے یعنی مذاق کی عادت بنا لینے میں ہے، جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو زیادہ ہنستا ہے اس کا رعب ختم ہوجاتا ہے۔ جو زیادہ مذاق کرتا ہے لوگ اس کی تعظیم نہیں کرتے۔جو ایک کام زیادہ کرتا ہے وہ اسی حوالے سے پہچانا جاتا ہے۔ جو زیادہ بولتا ہے وہ اکثر غلطیاں کرتا ہے، اور جو زیادہ غلطی کرتا ہے اس میں حیا کم ہوجاتی ہے، اور جس کی حیا کم ہوجاتی ہے اس میں خوفِ خدا باقی نہیں رہتا، اس کا دل مردہ ہوجاتا ہے۔علاوہ ازیں ہنسنا اور زیادہ مذاق کرنا آخرت سے غافل ہونے کا بھی اِشارہ ہے۔سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لو تعلمون ما أعلم لبکیتم کثیرا ولضحکتم قلیلا .

یعنی اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو روؤ زیادہ اور ہنسو کم۔

ایک بار حضرت عمر نے لوگوں سے پوچھا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ مزاح کو مزاح کیوں کہتے ہیں، انھوں نے کہا: نہیں۔

فرمایا: مزاح دراصل مشتق ہے زیح سے ہے جس کے معنی دوری کے ہیں؛ اس سے معلوم ہوا کہ مزاح' حق سے دور کردیتا ہے۔(۲)

لیکن یہاں بھی نفی اسی مذاق کی ہے جو بکثرت ہو یا جس میں جھوٹ کی آمیزش ہو؛ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ زندگی کی مصیبتوں اور سختیوں کو برداشت کرنے میں ہنسنے ہنسانے والی

(۱) مجمع الزوائد، ہیثمی: ۸؍۸۹۔ (۲) احیاء علوم الدین۔

☆ نیک آرزو میں ناکامی بری آرزو میں کامیابی سے بدرجہا بہتر ہے۔

کیفیت بڑا رول اَدا کرتی ہے۔اسی لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے :

إن القلوب تمل كما تمل الأبدان فابتغوا لها طرائف الحكمة .

یعنی جس طرح جسم اُکتا جاتے ہیں اسی طرح دل بھی اکتاتے ہیں۔سو اس کی اکتاہٹ دور کرنے کے لیے حکمت سے پُر لطیفے تلاش کیا کرو۔

یہ بھی فرمایا کرتے :

روحوا القلوب ساعة بعد ساعة؛ فإن القلوب إذا كره عمي .

یعنی دل کو تھوڑی تھوڑی دیر میں آرام اور تفریح دیا کرو؛ کیوں کہ دل میں اگر کراہیت آ گئی تو دل اندھے ہو جائیں گے۔

مذاق کے اُصول وآداب: غرضیکہ ہنسی مذاق جائز ہے؛ لیکن حد کے اندر رہ کر؛ کیوں کہ کسی بھی چیز کی زیادتی مضر ہوتی ہے۔ہنسی مذاق کرتے وقت درج ذیل باتوں کا خیال کرنا ضروری ہے۔

پہلی بات یہ کہ جھوٹی باتیں گھڑ کر لوگوں کو ہنسانے کی کوشش نہ کی جائے۔فرمانِ رسالت مآب علیہ السلام ہے: 'تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتے ہیں'۔

ہنسی مذاق کے ذریعہ کسی کی تحقیر وتذلیل مقصود نہ ہو اور نہ کسی کی دل شکنی اور نہ قہقہہ۔ ہاں! تبسم اور مسکراہٹ سنت بھی ہے اور راحت بھی۔

مذاق میں کسی کو ڈرانے دھمکانے سے پرہیز کیا جائے۔

ہنسی مذاق میں کسی دوسرے کا سامان نہ ہتھیا لیا جائے۔

اس وقت مذاق نہ کرے جب سنجیدگی کا موقع اور ماحول ہو اور نہ ایسے مقام پر ہنسنا شروع کر دے جہاں رونے کا مقام ہے؛ کیوں کہ ہر کام کا ایک مناسب وقت ہوتا ہے۔

ہنسی مذاق ایک حد کے اندر اور اعتدال کے ساتھ ہو۔نیز ہنسی مذاق میں پھوہڑ پن نہ

☆ 'زندگی' کچھ لو اور کچھ دو کا نام ہے؛ لیکن آپ کا 'دینا' آپ کے 'لینے' سے زیادہ ہونا چاہیے۔

ہو کہ یہ چیز بری لگنے لگے اور نہ بہت زیادہ ہو کہ اس سے اکتاہٹ شروع ہو جائے۔ یاد رہے کہ اسلام جہاں محبت وشوق اور خوف وخشیت اِلٰہی پر ابھارتا ہے وہیں دل لگی، خندہ پیشانی، خوش طبعی اور خوش کلامی سے پیش آنے کا بھی درس دیتا ہے۔

کچھ اس کتاب کی بابت: چونکہ اُردو مارکیٹ میں چٹکلے، لطیفے اور ہنسی مذاق پر مشتمل مخربِ اخلاق کتاب ایک ڈھونڈیے تو ہزار ملتی ہیں؛ مگر خوش طبعی وظرافت کے تعلق سے اِسلامی نقطہ نظر پر روشنی ڈالنے والی کوئی کتاب میری نگاہ سے نہیں گذری، اس لیے اس حوالے سے میں ہمیشہ کسی مفید کتاب کی ٹوہ میں لگا رہا۔ ایک دن دورانِ مطالعہ ابوالبرکات محمد بن رضی الدین الغزی الشافعی (م۹۸۴ھ) کے اس رسالے پر نظر پڑی، تو میں موقع غنیمت سمجھتے ہوئے اس کے ترجمے میں جٹ گیا اور الحمدللہ اس کی تکمیل وتلخیص کا شرف نصیب ہوا۔

تجربہ شاہد ہے کہ مذاق جب بھی اپنی حدود وقیود سے باہر نکلا ہے بھیانک نتائج دیکھنے میں آئے ہیں۔ اس گئے گزرے دور میں جب کہ معاشرے سے اِسلامی اقدار وثقافتیں رخصت ہورہی ہیں، گھر بے سکون ہیں، محفلیں ویران ہیں، بھائی بھائی سے اَنجان ہے، اور ہر کوئی 'شیخ اپنی اپنی دیکھ' کے بگل بجا رہا ہے، میں نے چاہا کہ لوگوں کو اِسلام کے تصورِ مذاق سے آشنا کیا جائے، اور ان پر ہنسی مذاق کا اسلامی نقطہ نظر واضح کیا جائے، شاید اس سے گھر کا سکون لوٹ آئے، محفلوں کا حسن دوبالا ہوجائے، بھائی کو بھائی کا عرفان نصیب ہو، اور لوگوں کو اَقدار شناسی کی نعمت مل جائے۔ وما ذلك علی اللّٰه بعزيز۔

کتاب حاضر خدمت ہے، مطالعہ فرمائیں اور مصنف ومترجم کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو اور دارین کی سعادتیں ہمارا مقدر فرمادے۔ آمین۔

محمد افروز قادری چریاکوٹی

۹ر رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ/۱۸ر جولائی ۲۰۱۳ء

حالاتِ مصنف

خطہ دمشق اپنے جن اَبنائے روزگار اور اَعلامِ صدافتخار پر نازاں ہے ان میں ایک ممتاز ومعروف شخصیت علامہ ابوالبرکات غزی شافعی کی بھی ہے۔ محدث حلب الشرا باتی نے اپنے 'ثبت' میں آپ کا تعارف یوں کروایا ہے :

شیخ الإسلام ، حافظ ذلک العصر و الأوان ، العالم العامل المفرد المحدث الأصولي .

آپ کا اسم گرامی ابوالبرکات محمد بن محمد بن محمد بدرالدین بن رضی الدین غزی ہے۔ ۹۰۴ھ میں دمشق کی سرزمین پر آپ کی ولادت ہوئی۔ تعلیم وتعلّم کے سارے مراحل بھی وہیں طے فرمائے۔ اور پھر خلق کثیر کو اپنے علم وکمال سے فیض یاب کر کے ۹۸۴ھ میں دمشق ہی کی مٹی میں ہمیشہ کے لیے آسودۂ خواب ہوگئے۔

فقہ شافعی میں آپ کا مقام ومرتبہ بہت بلند ہے۔ یوں تو آپ نے علم کے بہت سے میدانوں میں خدماتِ جلیلہ انجام دیں، تاہم اصولِ تفسیر وحدیث پر آپ کی خدمات بہت وقیع ہیں۔ زرکلی کی شہادت کے مطابق مختلف موضوعات پر ایک سو بیس سے زیادہ کتابیں آپ کی علمی یادگار ہیں۔ ان میں تین تفسیریں ہیں، زیادہ تر حواشی وشروح ہیں اور کچھ رسائل ہیں۔ **المراح فی المزاح** انھیں رسائل میں سے ایک ہے، جس کا ترجمہ آپ کے پیش نگاہ ہے۔

آپ کے بیٹوں میں مورخِ اسلام محمد نجم الدین دمشقی آسمانِ علم کے تابندہ ستارے ہوئے ہیں۔ باپ کے چھوڑے ہوئے ورثہ کو انھوں نے پوری ذمہ داری سے آگے بڑھایا، اور الگ سے ایک کتاب صرف اپنے والد کی تصانیف کے ناموں پر مشتمل تیار کی۔

امام غزی علیہ الرحمہ اواسط عمر ہی میں خلوت گزیں ہوگئے۔ اور زندگی کا ایک بڑا حصہ

☆ جانور کی زبان لمبی ہوتی ہے؛ لیکن وہ بولتا نہیں۔ انسان کی زبان چھوٹی ہوتی ہے اور وہ خاموش نہیں ہوتا۔

خلق خدا سے کٹ کر گزارا۔ عالم یہ تھا کہ اعیانِ مملکت اور حکامِ وقت آپ سے ملنے کے لیے آپ کے دولت کدے پر حاضر ہوا کرتے تھے۔

آپ کے درس وافادہ سے ایک زمانہ مستفیض ہوا۔ طالب علموں کے ساتھ آپ کا رویہ بڑا مشفقانہ تھا۔ اور آپ کی یہ شفقت وملائمت دور دراز سے تشنگانِ علوم ومعرفت کو کھینچ کر آپ کے منبع علم تک لاتی تھی۔ طلبہ پر سخاوت کا عالم یہ تھا کہ انھیں مشاہرہ دیتے، اپنی عطاونوال سے نوازتے، اور قیمتی پوشاک بھی پہناتے تھے۔(۱)

آپ کی بعض تصانیف کے نام یہ ہیں:

المطالع البدرية في المنازل الرومية، جواهر الذخائر في الكبائر والصغائر، قصيدة رائية في المواعظ، آداب المواكلة، آداب العشرة وذكر الصحبة والأخوة، شروح ألفية ابن مالك، شرح نظم جمع الجوامع، رحلة القدس، رحلة بلاد الروم،الدر النضيد في أدب المفيد والمستفيد، آداب النكاح، أسباب النجاح في آداب النكاح (منظوم). (۲)

آپ نے اپنے علم وکمال سے نظم ونثر دونوں کے دامن کو مالا مال کیا ہے، اور ہر دو میدانوں میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ آپ کی کتابیں علمیت وتحقیق کا آئینہ دار ہوتی ہیں۔ اور اپنے موضوع کے جملہ گوشوں کو محیط ہوتی ہیں۔ سر دست علامہ غزی کی کتاب 'المراح فی المزاح' کا ترجمہ پیش کرنے کی ہمیں سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اس رسالے کا سن تالیف اوائل شعبان ۹۴۴ھ ہے۔ عمر نے وفا کی تو آپ کی دیگر اصلاحی تصانیف کو بھی اردو میں پیش کرنے کی سعی کی جائے گی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

---

(۱) الاعلام زرکلی: ۵۹/۷......شذرات الذہب: ۴۰۳/۸، ۳۶۰۔

(۲) الاعلام زرکلی: ۵۹/۷......فہرس الفہارس......: ۲۱۸/۱۔

☆ تعریف کریں تو کھل کر کریں اور تنقید کرتے وقت میانہ روی اختیار کریں۔

الحمد للّٰہ علی جمیل أفضاله، وجزیل بره ونواله، والصلاة والسلام علی أشرف الخلق سیدنا محمد وصحبه وآله .

ساری تعریفیں اللہ جل مجدہ کے لیے زیبا ہیں کہ اس نے ہمیں اپنے فضل وکرم سے حصہ عنایت فرمایا، اور اپنے عطاونوال سے مالامال کیا۔ درودوسلام کے گلدستے نچھاور ہیں بارگاہِ محبوبِ کردگار میں اور صحابہ واہل بیت اطہار پر بھی۔

عرصہ پہلے کسی نے مجھ سے مذاق ومزاح کے تعلق سے دریافت کیا تھا کہ وہ (اِسلام میں) کہاں تک درست ونادرست ہے!۔تو میں نے جواباً کہہ دیا تھا کہ دوست آشناؤں اور بھائیوں کے لیے اس کا اِستعمال روا ہے؛ کیوں کہ اس سے دل ودماغ فرحت وراحت پاتے ہیں، اور وحشت وکدورت دور ہوتی ہے؛ تاہم اِس کا لحاظ ضروری ہے کہ اس سے کسی کی کھنچائی، غیبت، اور بیجا حسد پیائی مقصود نہ ہو۔

ابھی زیادہ مدت نہ ہوئی تھی کہ ایک سائل نے مجھ سے پھر شرعی دلائل کی روشنی میں مذاق ومزاح سے متعلق بسط وتفصیل سے لکھنے کی درخواست کی، تو میں نے سوچا کہ اب اس تعلق سے کچھ لکھ ہی دینا چاہیے)؛ لہٰذا میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مدد چاہتے، اسی پر بھروسہ کرتے اور اسی کو سارے معاملے سونپتے ہوئے عرض گزار ہوں کہ مذاق کی تعریف اور اس کی مذمت میں بہت سے آثار واَحادیث ملتے ہیں، جن میں تطبیق کی راہ یوں سمجھ میں آتی ہے کہ (مذاق تو فی نفسہٖ مباح ہے) تاہم جو مذاق' کثرت اور ہمیشگی کے ساتھ کیا جائے وہ اَز روے شرع قابل مذمت ہوگا؛ کیوں کہ اس سے خلق خدا کی حق تلفی ہوتی ہے، اور انجام کار بات نافرمانی، جھگڑا ولڑائی اور قطع تعلق تک جا پہنچتی ہے۔

مذاق کرنے والا تو بہرہ ہوتا ہے، جب کہ مذاق بننے والا شخص ظلم رسیدہ اور ستم خوردہ

☆ جیسے آپ میٹھا پھل خریدتے ہیں اسی طرح میٹھے بول بھی اپنائیں۔

ہوتا ہے؛ مگر مذاق کرنے والے کا نقصان وخسارہ یہ ہے کہ اولاً تو وہ اپنا دبدبہ ووقار کھو بیٹھتا ہے، اور ثانیاً یہ کہ پھر آبرو باختہ لوگ اس پر جری ہوجاتے ہیں، اور طرح طرح کے فقرے جڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اور پھر اکابر واَشراف کے دلوں میں کینہ ومیل پیدا ہوجانا ان پر مستزاد ہوتا ہے۔

رہی بات مذاق بننے والے کی، تو جب اس کے ساتھ کوئی غیر اخلاقی کام اور کوئی ناپسندیدہ حرکت کی جائے، اور وہ خاموش رہے تو ظاہر ہے کہ اس کا دل گہوارۂ حزن واَلم بن جائے گا اور اس کی فکر وسوچ کو مشغول کردے گا۔ یا پھر اپنی آبرو کا خیال رکھتے ہوئے اس سے مقابلے پر اُتر آئے گا، اور اس سے کبھی عداوت ودشمنی اور نفرت وکدورت بھی جنم لے سکتی ہے؛ کیوں کہ جب برائی کا دروازہ کھل جائے تو اس کو بند کرنا آسان نہیں ہوتا، یوں ہی اَذیت کا تیر جب پھینک دیا جائے تو اسے واپس نہیں لوٹایا جاسکتا۔ کبھی بات ہتک عزت تک پہنچ جاتی ہے، اور کبھی اس سے بھی آگے، تو پھر خون کی ندیاں بہہ نکلتی ہیں؛ لہٰذا خردمند وہی ہے جو ایسی حرکتوں سے بچے، اور اپنے آپ کو ان عیوب سے محفوظ رکھے۔ اسی پس منظر میں یہ فرمانِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کیا جاتا ہے:

المُزاح استِدراجٌ مِن الشیطانِ واختِداع مِن الھوی.

یعنی مذاق ایک شیطانی کرشمہ، اور نفسانی دھوکہ ہے۔

نیز یہ اِرشاد پاک:

لا تُمَارِ أخاک ولا تُمازِحہ ولا تَعِدہ موعِدا فتُخلِفہ. (۱)

یعنی اپنے بھائی کی بات نہ کاٹو، نہ اس کا مذاق اُڑاؤ، اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جو پورا نہ کرسکو۔

(۱) سنن ترمذی: ۲/۸ حدیث: ۲۱۲۶...... شعب الایمان بیہقی: ۴۶۰/۱۷ حدیث: ۸۱۹۴...... الادب المفرد بخاری: ۱۴۲/۱ حدیث: ۲۹۴...... کنز العمال: ۶۴۲/۳ حدیث: ۸۲۹۷۔

☆ حالات اچھے نہیں، نہ سہی، طرزِ کلام تو اچھا ہو!۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

اتقوا المزاح فإنها حمقة تورث ضغينة .

یعنی (جہاں تک ہو سکے) مذاق سے بچو، کیوں کہ یہ ایک احمقانہ عمل ہے جس سے کینہ وکدورت جنم لیتی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر مزید فرمایا :

إنما المزاح سباب إلا أن صاحبه يضحك .

یعنی مذاق (ایک طرح کی) گالی ہے۔ اِلا یہ کہ وہ مذاق اس کے دوست کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر دے۔

(بقیہ) **حاشیہ** : اس حدیث کے تحت امام غزالی نے بڑا جاندار نوٹ لگایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: اس سلسلے میں یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ بات کاٹنے سے منع کرنے کی وجہ تو سمجھ میں آتی ہے کہ اس میں واقعتاً متکلم کی توہین ہے، اور اسے اذیت میں مبتلا کرنا ہے؛ لیکن مذاق میں نہ کسی کی اِہانت ہے اور نہ اسے اذیت پہنچانا ہے؛ بلکہ یہ تو دل لگی اور خوش دلی کی علامت ہے، پھر اس سے کیوں منع کیا گیا ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل دل لگی میں مبالغہ کرنا یا اس پر مداومت برتنا ممنوع ہے۔ مداومت کا مطلب یہ ہوا کہ دل ہمیشہ کھیل اور ہزل میں مشغول رہے۔ کھیل اگرچہ مباح ہے لیکن اس پر مواظبت کرنا ممنوع ہے۔ اِفراط اور مبالغہ کرنے سے ہنسی زیادہ آتی ہے، اور زیادہ ہنسنے سے آدمی کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور اس کی ہیبت ختم ہو جاتی ہے، اور بسا اوقات دلوں میں کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہنسی میں یہ عیوب نہ ہوں تو ہنسنا برا نہیں ہے؛ کیوں کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی فرمان ہے :

إني لأمازحه ولا أقول إلا حقا . یعنی میں بھی مذاق اور دل لگی کرتا ہوں؛ لیکن اس میں سچ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔

لیکن یہ آپ ہی کی شان تھی کہ خوش طبعی اور دل لگی کے مواقع پر بھی زبان سے کلمہ حق ہی نکلتا، دوسرے لوگ خواہ وہ زہد وتقویٰ کے کتنے ہی اعلیٰ درجے پر فائز کیوں نہ ہوں، مذاق کے کوچے میں قدم رکھنے کے بعد کذب سے اپنا دامن بچانے پر قادر نہیں ہوتے۔ ان کا مقصد محض لوگوں کو ہنسانا ہوتا ہے خواہ کسی طرح بھی ہنسائیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے :

إن الرجل يتكلم بالكلمة يضحك بها جلساه يهوى بها فى النار أبعد من الثريا .

یعنی آدمی اپنے ہم نشینوں کو ہنسانے کے لیے ایک بات کہتا ہے اور اس کی وجہ سے جہنم میں ثریا سے بھی دور جا پڑتا ہے۔ (احیاء علوم الدین: ۲۰۳/۳) -چریا کوٹی-

---

☆ اگر سکون چاہتے ہیں تو دوسروں کا سکون برباد نہ کریں۔

نیز مذاق کا نام مذاق اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ جادۂ حق سے دور لے جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں :

المزاح من سخف و بطر .

یعنی مذاق، کم عقلی اور تکبر کی علامت ہے۔

'منثور الحکم' میں ایک قول یوں ملتا ہے :

المزاح یأکل الھیبة کما تأکل النار الحطب .

یعنی مذاق، اِنسان کے ہیبت وجلال کو یوں ہی ہضم کر جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

کسی حکیم نے کہا ہے :

من کثر مزاحه زالت ھیبته، ومن کثر خلافه طابت غیبته .

یعنی زیادہ مذاق کرنے والے کا رعب و دبدبہ جاتا رہتا ہے۔اور جس کی باتوں میں اِختلاف و تضاد کثرت سے پایا جائے تو لوگ مزے لے لے کر اس کی غیبت کرتے ہیں۔

کسی دانش ور کا قول ہے :

من قل عقله کثر ھزله .

یعنی جس کے پاس عقل کی کمی ہو اسے مذاق و ہزل کی زیادہ سوجھی رہتی ہے۔

حضرت خالد بن صفوان مذاق کے مفہوم کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

یعنی کوئی اپنے دوست کو زناٹے دار طمانچے مار دے، اور دیگ سے زیادہ کھولتی ہوئی کوئی چیز ڈال دے، پھر کہے: ''میں تو تم سے مذاق کر رہا تھا''۔

کسی دانشور کا فرمان ہے :

اچھے مذاق کو پایا نہیں جا سکتا، اور برا مذاق بیان نہیں کیا جا سکتا!۔

اسی مفہوم کو سابوری نے اپنے قصیدے ''الجامعۃ للآداب'' میں یوں نظم کیا ہے:

یعنی انسان کے جو برے مذاق ہیں ان کو بیان کرنا مشکل، یوں ہی جو عمدہ مذاق ہے اس کو پانا مشکل۔

یوں بھی کہا گیا ہے کہ کسی انسان کا زیادہ مذاق کرنا کبھی لعن طعن اور جھگڑے کا سبب بن جاتا ہے۔

گرچہ مذاق اپنے آغاز میں بڑا شیریں معلوم ہوتا ہے؛ لیکن انجام کار وہ عداوت و دشمنی ہی پر جا کر ختم ہوتا ہے۔

ایسے شخص سے ایک شریف آدمی ہمیشہ میل (اور فاصلہ بنائے) رکھتا ہے۔ نیز اس کی بکواس کی وجہ سے بے آبرو لوگ اس پر جری ہو جاتے ہیں۔

آخری شعر سے ملتا جلتا ایک شعر والد گرامی شیخ الاسلام نے بھی اپنی ''نظم تصوف'' میں کہا ہے :

ولا تمازحِ الشريف يحقِد

ولا الدَّني يجترى و يفسد

یعنی کبھی کسی شریف آدمی کا مذاق نہ اُڑانا کہ کہیں اس کے دل میں تمہارے لیے کینہ نہ پیدا ہو جائے۔ اور نہ کبھی کسی رذیل شخص کا؛ ورنہ یہ بے باک ہو کر تمہاری عزت ہی لے ڈوبے گا!۔

ابونواس نے کتنی پیاری بات کہی ہے :

خاموشی کی بیماری میں مرجانا اس سے بہتر ہے کہ تم بات کی بیماری میں مبتلا ہو۔

سالم و محفوظ بس وہی ہے جس نے اپنے منہ کو (خاموشی کی) لگام پہنا دی۔

بسا اوقات ہنسی مذاق؛ حمام کے بند تالے کھول دیتا ہے۔

☆ بڑے لقمے کو اچھی طرح چبا کر ہی نگلا جا سکتا ہے!۔

اور خواہشیں آرزوئیں تو لوگوں کا اوڑھنا بچھونا ہیں۔

اور جو مذاق مذکورہ عیوب ونقائص سے پاک ہو، دراصل اسی کی حدیث مبارک میں تعریف کی گئی ہے؛ کیوں کہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی شخص خود کو مذاق سے بالاتر رکھ سکے؛ لہٰذا ایک عقل مند انسان جب مذاق کرتا ہے تو اس کا مقصد یا تو یہ ہوتا ہے کہ دوستوں کے درمیان موانست کی فضا پیدا کی جائے، اور مخاطب کو رشتۂ محبت واُلفت میں پرو دیا جائے۔ اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ وہ خود شیریں گفتار اور حسین کردار کا مالک ہو۔

حضرت سعید بن العاص نے ایک بار اپنے بیٹے سے فرمایا تھا :

اقتصد في مزحک فإن الإفراط فيه يذهب البهاء، ويجرئ السفهاء، وإن التقصير فيه يغض عن المؤانسين، ويوحش منک المصاحبين .

یعنی اپنے مذاق میں میانہ روی اختیار کرو؛ کیوں کہ بہت زیادہ مذاق جہاں انسان کی عزت وشوکت پر پانی پھیر دیتا ہے، وہیں بیوقوفوں کو اس پر جری بھی بنا دیتا ہے۔ یوں ہی اگر مذاق میں کچھ کمی رہ گئی تو اہل محبت تم سے کترانا شروع کردیں گے، اور دوست احباب تم سے وحشت ونفرت پر اُتر آئیں گے۔

یا پھر وہ بالکل مذاق ہی سے اجتناب کرے گا؛ کیوں اس سے اس کی طبیعت اُکتا جاتی ہے، یا وہ ملول سے پیدا ہوتی ہے یا اس سے حزن وغم پیدا ہوجاتا ہے۔ کسی نے کتنی پیاری بات کہی ہے کہ جس کے سینے میں درد ہو وہ ضرور تھوک کھنکھار پھینکے گا۔ ابونواس نے اس کو یوں نظم کیا ہے :

أروّح القلب ببعض الهزلِ	**تجاهلا مني بغير جهلِ**
أمزح فيه مزح أهل الفضل	**والمزح أحيانا جِلاء العقلِ**

یعنی کچھ مذاق ایسے ہیں جن سے میں تجاہل عارفانہ کے طور پر اپنے دل ودماغ

☆ اگر آنکھیں روشن ہے تو ہر روز، روزِ حشر ہے۔

کو راحت و فرحت پہنچاتا ہوں۔

صاحبانِ فضل و کمال نے جس طرح کا مذاق روا رکھا ہے، میں ایسے مذاق کا تار چھیڑتا ہوں۔ اور مذاق کبھی کبھی عقل کی جلا اور اس کی بالیدگی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

اور ابو فتح بستی نے کہا ہے :

أفِد طبعک المکدود بالجِد راحة یجِمَّ وعلله بشیٔ من المزحِ

ولکن اِذا أعطیته المزح فلیکن بمقدار ما تعطی الطعام من الملحِ

یعنی اپنی پریشان و مغلوب طبیعت کو جدو جہد کر کے جتنا فائدہ و آرام پہنچا سکتے ہو پہنچاؤ، اور اس کے علاج معالجے میں کچھ مذاق کے نسخے بھی شامل کر لو۔

لیکن جب اپنی طبیعت کو دوائے مذاق دو تو اتنا خیال رکھنا کہ اس کی مقدار اُتنی ہی ہو جتنی کھانے میں نمک کی ہوتی ہے۔

اور ابو تمام کہتا ہے :

الجِدُّ شیمته و فیه فکاهة طورا ولا جِدّ لمن لم یلعب

یعنی جدو جہد اس کی خصلت و شناخت ہے، ساتھ ہی اس کے مزاج میں کسی حد تک ظرافت بھی ہے۔ اور پھر جسے کھیلنے کا ڈھنگ ہی نہ ہو وہ کیا جانے کہ جدو جہد کس چیز کا نام ہے اور سعی و کوشش کسے کہتے ہیں!۔

تو ان دو حدوں اور صورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے صحابہ و تابعین اور علمائے کرام و ائمہ عظام نے (حالات و ماحول کی نزاکت کے مطابق) مذاق فرمایا ہے۔

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

☆ 'حیا' کے ساتھ تمام نیکیاں اور 'بے حیائی' کے ساتھ تمام برائیاں وابستہ ہیں۔

إنی لأمزَحُ ولا أقول اِلا الحقَ . (۱)

یعنی بے شک (کبھی کبھی) مذاق میں بھی کرتا ہوں؛ مگر میرا مذاق ہمیشہ حق کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کو کبھی اپنے ساتھ خوش طبعی فرماتے اور ہنسی مذاق کرتے دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا :

إني لا أقول إلا حقا .

مگر یہ تو دیکھو کہ میرا مذاق ہمیشہ مبنی برحق ہوتا ہے!۔

حضرت سفیان سے مذاق کی بابت سوال کیا گیا کہ کیا وہ معیوب وقبیح ہے؟۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ تو سنت ہے، آقاے کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اِس فرمانِ ذی شان کی وجہ سے :

إنی لأمزَحُ ولا أقول اِلا الحقَ .

یعنی میں بھی مذاق کرتا ہوں؛ اور میرے مذاق میں حق کی آمیزش کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من أفکہ الناس...(۳)

---

(۱) بعض روایتوں میں اِلَّا حقاً کا لفظ بھی وارد ہوا ہے۔ معجم کبیر طبرانی: ۲۲/۱۱ حدیث: ۱۳۲۶۲...... جمع الجوامع سیوطی: ۹۷۴۸/۱ حدیث: ۳۵۳۰...... مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۲/۸ حدیث: ۱۳۱۰۶...... کنز العمال: ۱۱۶۷/۳ حدیث: ۸۳۲۰۔

(۲) سنن ترمذی: ۴۹۶/۷ حدیث: ۲۱۲۱...... مسند احمد بن حنبل: ۴۸۸/۱۸ حدیث: ۸۹۵۷...... سنن کبریٰ بیہقی: ۲۴۸/۱۰ ...... معجم کبیر طبرانی: ۶/۲۰ حدیث: ۱۲۱۷...... معرفۃ السنن والآثار: ۳۶/۱۶ حدیث: ۶۱۶۸...... شرح السنہ بغوی: ۳۷۶/۶...... الادب المفرد بخاری: ۱۰۲/۱ حدیث: ۲۶۵۔

(۳) معجم اوسط طبرانی: ۱۲۱/۱۴ حدیث: ۶۵۴۳...... دلائل النبوۃ بیہقی: ۳۱۶/۱ حدیث: ۲۸۳...... کنز العمال: ۱۴۰/۷ حدیث: ۱۸۴۰۰۔

☆ جو انسان ہماری نگاہ میں خار بن کر کھٹکتا ہے وہ بھی کسی کا منظورِ نظر ہے!۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوش طبعی فرمانے اور ہنسی مذاق کرنے والے تھے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

روّحُوا القلوبَ ساعة بعد ساعةٍ . (۱)

یعنی وقفے وقفے سے تم دلوں کو راحت و آرام پہنچاتے رہو۔

اَبوعمیر تمہارے بلبل کو کیا ہوا؟

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذاق کچھ یوں ہوا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چھوٹے بیٹے ابوعمیر سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت محبت تھی۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے تو بچے کا چہرہ بجھا بجھا سا تھا۔ سیدہ اُم سلیم سے پوچھا: کیا بات ہے، ابوعمیر کا چہرہ اُداس ہے؟۔

انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوعمیر کا بلبل (نُغیر) جس کے ساتھ یہ کھیلا کرتا تھا وہ مرگیا ہے، جس کی وجہ سے یہ غمزدہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفقت سے ابوعمیر کو اپنے پاس بلایا اور مسکراتے ہوئے فرمایا :

یا أبا عُمَیر ما فعل النُغَیر .

اے ابوعمیر! تمہارے بلبل (نُغیر) کو کیا ہوا؟۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سوال سنتے ہی ابوعمیر ہنس پڑے اور عرض کیا حضور!

---

(۱) مسند شہاب قضاعی: ۵۳/۳ حدیث: ۶۲۹ ...... جمع الجوامع سیوطی: ۱۲۹۲۸/۱ حدیث: ۱۲۹۳۷ ...... حلیة الاولیاء: ۱۰۴/۳ ...... کنز العمال: ۳۷/۳۔ بعض حدیثوں میں 'ساعة بساعة' اور 'ساعة فساعة' کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔ -چڑیا کوٹی-

وہ تو مر گیا۔(۱)

جنت میں بوڑھے نہیں جائیں گے!

حضرت حسن سے مروی ایک واقعہ یوں ملتا ہے کہ ایک بوڑھی انصاری عورت بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں: یارسول اللہ! میری مغفرت کی دعا فرما دیجیے۔

ان کی یہ عرض سن کر آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

أما علِمتِ أن الجنة لا تدخلها العجائِزُ .

یعنی کیا آپ کو پتا نہیں کہ جنت میں بوڑھے لوگ نہیں جائیں گے!۔

یہ سن کر وہ بے اختیار رو پڑیں، اور ایک روایت کے مطابق چیخ اُٹھیں۔ پھر شفیق اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا :

لستِ یومئذٍ بِعجوز .

یعنی اُس دن آپ بوڑھی نہیں ہوں گی۔ (بوڑھا شخص بھی جنت میں جوان ہو کر داخل کیا جائے گا)۔

کیا آپ کی نگاہوں سے کبھی یہ اِرشادِ باری تعالیٰ نہیں گزرا :

---

(۱) صحیح بخاری: ۲۰/۲۵۹ حدیث: ۶۱۲۹ ...... صحیح مسلم: ۱۴/۲۷۹ حدیث: ۵۷۴۷ ...... سنن ابوداؤد: ۱۴/۲۹۳ حدیث: ۴۹۷۱ ...... سنن ترمذی: ۲/۸۴ حدیث: ۳۳۴ ...... سنن ابن ماجہ: ۱۱/۲۸۰ حدیث: ۳۸۵۲۔

نغیر 'نغر' کی تصغیر ہے۔ گوریے کے مثل عرب کی ایک مشہور چڑیا جس کے چونچ سرخ ہوتے تھے۔

☆ یاد رہے کہ یہ جملہ آپ نے مزاحاً فرمایا۔ آپ کے اس مزاحیہ جملے میں فقہا نے سو سے زائد مسائل کا اِستنباط کیا ہے۔ اس حدیث کے تحت شیخ ابراہیم بیجوری لکھتے ہیں: اعلم ان فوائد ھٰذا الحدیث تزید علیٰ المائۃ افردھا ابن الفاص بجزء . (المواہب اللدنیہ: ۱۷۳) اس کے فوائد سو سے زائد ہیں جن پر ابن القاص نے مستقل کتاب لکھی ہے۔ قربان جائیں اس ذات کے علم اقدس پر جس کے مزاح سے سینکڑوں مسائل کا حل اُمت کو نصیب ہوتا ہے!۔ (مفتی محمد خان قادری، علمی مقالات، جلد اول: ۱۹۲، ۱۹۳)

☆ بڑا خطا کار وہ ہے جس کو لوگوں کی برائیوں کا ذکر کرنے کی فرصت ہو!۔

اِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ اِنْشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا عُرُباً أَتْرَاباً o (سورۃ واقعہ:۵۶:۳۵تا۳۷)

بیشک ہم نے اِن کو (حسن و لطافت کی آئینہ دار) خاص خِلقت پر پیدا فرمایا ہے۔ پھر ہم نے اِن کو کنواریاں بنایا ہے۔ جو خوب محبت کرنے والی ہم عمر (ازواج) ہیں۔

سفید آنکھوں والا شوہر

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ام ایمن نامی ایک خاتون رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کرنے لگیں کہ یارسول اللہ! آپ کو میرے شوہر نے یاد کیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ تیرا شوہر کون ہے؟۔

عرض کیا: فلاں۔

آپ نے فرمایا کہ وہی نا کہ جس کی آنکھ میں سفیدی ہے!۔(آنکھوں میں سفیدی ہونا بے شرم ہونے کے لیے محاورۃً استعمال کیا جاتا ہے، تو اس عورت نے سمجھا کہ آپ اس کے شوہر کو بے شرم کہہ رہے ہیں؛ چنانچہ اس پر حیرت سے) ام ایمن نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کی آنکھیں تو اچھی ہیں، ان میں سفیدی کہاں ہے؟۔

آپ نے فرمایا: بے شک اس کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔

---

(۱) شمائل محمدیہ ترمذی:۱/۲۷۲حدیث: ۲۳۸......معجم کبیر طبرانی:۶/۱۴۰حدیث: ۶۱۹۷......جامع الاصول من احادیث الرسول:۱۱/۸۵۲۳۔

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح اس واقعہ میں بھی مبنی برحق تھا؛ مگر آپ نے ایک سچی بات کو مزاحیہ انداز میں بیان کرکے اُمت کو یہ تعلیم دی کہ کبھی کبھار مذاق اور دل لگی بھی کرلینی چاہیے)۔ -چریاکوٹی-

☆ مقصد فراموش قومیں اور اَفراد آدھے رستے پر رُک جاتے ہیں۔

اُم ایمن نے قسم کھائی کہ نہیں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: کوئی ایسا شخص نہیں جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو۔ اور آپ کا مقصد اُس سفیدی سے تھا جو سیاہ دائرے کے اِرد گرد ہوتی ہے۔

اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ وہ دوڑتی ہوئی اپنے شوہر کی طرف بڑھیں اور جا کر ان کی آنکھوں کو غور سے دیکھنے لگیں۔

شوہر نے پوچھا: کیا ہوا تمہیں؟۔ کہنے لگیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔

یہ سن کر شوہر نے کہا: کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ میری آنکھوں کا سفید حصہ اُن کی سیاہی سے زیادہ ہے!۔(۱)

بات اونٹ کے بچے کی

یوں ہی ایک دوسری خاتون بارگاہِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ! مجھے سواری کے لیے اونٹ عنایت فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِن کو اونٹ کے بچے پر سوار کردو۔

یہ سن کر وہ خاتون بول اُٹھیں: یا رسول اللہ! میں اونٹ کے بچے پر بیٹھ کر کیا کروں گی، اور وہ تو مجھے برداشت بھی نہیں کرسکتا؟۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا کوئی ایسا بھی اونٹ ہے جو کبھی اونٹ کا بچہ نہ رہا ہو!، (یعنی ہر اونٹ کسی نہ کسی اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے)، تو دراصل اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ خوش طبعی فرمارہے تھے۔

(۱) تخریج احادیث الاحیاء عراقی: ۶/۲۴۷۸ حدیث: ۳۹۰۳۔

☆ اگر مستقبل کا خیال ماضی کی یاد سے پریشان ہو تو توبہ کرلینا ہی مناسب ہے۔

(اسی سے ملتی جلتی ایک روایت) حضرت انس بن مالک سے یوں آئی ہے کہ ایک شخص نے اونٹ پر بیٹھنے کی خواہش ظاہر کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔

اس شخص نے کہا: اونٹنی کے بچے کا میں کیا کروں گا؟۔ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا اونٹوں کو اونٹنیوں کے سوا کوئی اور جنتا ہے!۔(۱)

تمہارا اونٹ کتنا اچھا ہے!

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کاشانۂ نبوت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حسن وحسین، تاجدارِ کائنات علیہ السلام کی پشت اقدس پر براجمان ہیں۔ اور آپ انھیں لے کر دونوں ہاتھ پاؤں کے سہارے سے چل رہے ہیں، اور فرمارہے ہیں :

نِعم الجمل جملکما ونِعم العِدلانِ أنتما .(۲)

یعنی تم دونوں کا اونٹ کتنا عمدہ ہے اور تم دونوں کتنے اچھے بوجھ (سوار) ہو!۔

---

(۱) احیاء علوم الدین ومعہ تخریج الحافظ العراقی: ۲۱۵/۴۔ الفاظ کے ذرا سے اختلاف کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب حدیث میں بھی یہ حدیث وارد ہوئی ہے: سنن ترمذی: ۴۹۷/۷ حدیث: ۲۱۲۲...... مسند جامع: ۳۵۰/۳ حدیث: ۹۸۸...... روضۃ المحدثین: ۳۸۵/۱۰ حدیث: ۴۸۱۰۔

(ملاحظہ فرمایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سائل سے مزاح بھی فرمایا اور اس میں حق اور سچائی کی رعایت بھی فرمائی۔ سواری طلب کرنے پر آپ نے جب اونٹنی کا بچہ مرحمت فرمانے کا وعدہ فرمایا، تو سائل کو تعجب ہوا کہ مجھے سواری کی ضرورت ہے اور اونٹنی کا بچہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اس پر سواری کی جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تعجب کو دور کرتے ہوئے اور اپنے مزاح کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا کہ بھائی میں تجھے سواری کے قابل اونٹ ہی دے رہا ہوں مگر وہ بھی تو اونٹنی ہی کا بچہ ہے)۔ -چڑیاکوٹی-

(۲) معجم کبیر طبرانی: ۸۷/۳ حدیث: ۲۵۹۵...... مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ہیثمی: ۱۱۱/۹ حدیث: ۱۵۰۷۹...... کنز العمال: ۶۶۳/۱۳ حدیث: ۳۷۶۸۷۔

☆ سوچنے والوں کی دنیا، دنیا والوں کی سوچ سے الگ ہے۔

اے پگلی!

حضرت زینب بنت ابی سلمہ کہتی ہیں کہ میں ایک روز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپ غسل فرما رہے ہیں۔ اتنے میں آپ نے ایک مٹھی پانی لے کر میرے منہ پر دے مارا، اور فرمایا: اے پگلی!۔(۱)

اے دو کانوں والے!

(حضرت انس رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادمِ خاص تھے، آپ ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِرشاد پر کان لگائے رکھتے تھے، یعنی خوب توجہ سے سنتے تھے تو) ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں ازراہِ خوش طبعی یوں پکارا: یا ذا الأذنین . (اے دو کانوں والے!)۔(۲)

(۱) زینب، ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھی جو اُن کے پہلے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں پلی تھی۔ ایسی بیٹی کو عربی میں 'ربیبہ' کہتے ہیں؛ چنانچہ زینب بنت ام سلمہ ربیبہ رسول تھی۔ پیارے آقا علیہ السلام کبھی کبھی انھیں زُوَینب کہہ کے بھی پکارا کرتے تھے۔ مطلب تھا: اے چھوٹی سی پیاری سی زینب۔ عربوں کا یہ طریقہ تھا کہ وہ کسی کو پیار سے پکارتے تو یہی صیغہ استعمال کیا کرتے تھے۔ ہمارے سماج میں اسے 'پگلی' یا اس سے ملتے جلتے کسی لفظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جو ازراہ شفقت وتلطّف بچوں پر بول دیا جاتا ہے۔ -چڑیا کوٹی-

(۲) جامع الاصول من احادیث الرسول: ۱/۸۶۲۸ حدیث: ۸۵۲۴۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اے دو کان والے کہنا بھی ظرافت اور خوش طبعی کے طور پر تھا۔ اور ظرافت کا یہ انداز تو ہمارے عرف میں بھی رائج ہے مثلا کبھی اپنے بے تکلف دوست سے یا ذہین طالب علم سے ناراضگی کا اظہار اس انداز میں کیا جاتا ہے کہ ایک چپت رسید کروں گا تو تمہارا سر دو کانوں کے درمیان ہو جائے گا؛ حالانکہ وہ پہلے سے وہیں پر ہوتا ہے)۔ -چڑیا کوٹی-

☆ انعام کے طلب گار کو کسی انعام یافتہ کی صحبت میں رہنے کی ضرورت ہے، کبھی انعام ہو ہی جائے گا۔

اے بڑے پیٹ والے!

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میرا پیٹ نکلا ہوا تھا، تو آپ نے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا: اے ام حبین۔(ام حُبین گرگٹ کے مشابہ ایک جانور کو کہتے ہیں جس کا پیٹ بہت زیادہ بڑا ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ گرگٹ کا مادہ ہوتا ہے۔ اس کے حلال ہونے کے سلسلے میں فقہا کے درمیان اختلاف ہے۔(۱)

یہ اُس دن کا بدلہ ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دوڑ کا مقابلہ کیا، تو میں آگے نکل گئی۔ پھر جب میں ذرا لحیم شحیم اور فربہ ہوگئی، اور آپ نے مجھ سے دوڑ کا مقابلہ فرمایا تو اس بار آپ مجھ پر سبقت لے گئے، اور فرمایا: عائشہ! یہ اُس دن کا بدلہ ہے۔(۲)

راز، راز ہی رہے

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ شفا بنت عبداللہ سے فرمایا کہ جس

(۱) تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر: ۲/۳۰۷۔

(۲) مسند احمد: ۳۳۲/۵۴ حدیث: ۲۵۷۲۳...... سنن کبریٰ نسائی: ۳۰۳/۵...... مسند ابن الجعد: ۴۸۰/۱ حدیث: ۳۳۳۱...... مصنف ابن ابی شیبہ: ۵۳۱/۶ حدیث: ۳۳۵۹۰۔

اس دوڑ کے مقابلے سے غالبًا پیغمبر اسلام علیہ السلام کا مقصد میاں بیوی کو یہ تعلیم دینا تھا کہ ہر کوئی اپنی شریک حیات کے شوق اور دلچسپی کا بخوبی لحاظ رکھے اور کھیل کود، چستی اور سرگرمی کی کسی نہ کسی صورت کو ضرور اپناتا رہے؛ تاکہ اِزدواجی زندگی ہمیشہ کا بوجھ نہ بن جائے جس سے سدا اُکتاہٹ اور قید کا اِحساس ہو، اور بس!!!۔ -چریا کوٹی-

☆ پریشانی آپ کے اپنے اندازِ فکر کا نام ہے۔

طرح تم نے (امُّ المومنین) حفصہ بنت عمر کو لکھنے کا ڈھنگ سکھایا ہے اسی طرح اسے چیونٹی کا منتر کیوں نہیں سکھا دیتیں!۔ اور وہ یہ ہے کہ یوں کہا جائے :

العرس تحتفل، وتختضب وتكتحل، وكل شيء تفتعل، غير أن لا تعصى الرجل .

یہ ایک ایسا کلام ہے جس سے نہ کچھ فائدہ ہوتا ہے اور نہ کسی کا کچھ نقصان!۔ دراصل سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس کے ذریعہ ام المومنین حضرت حفصہ کو ملامت و سرزنش کرنا چاہتے تھے؛ کیوں کہ آپ نے اُن سے کوئی رازدارانہ بات کہی تھی اور وہ اُس کو راز نہ رکھ سکی تھیں؛ تو یہ ایک طرح کا مذاق تھا جو خاص انھیں کے ساتھ مخصوص تھا۔(۱)

مجھے اپنی صلح بھی میں شامل کر لیجیے

حضرت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کاشانۂ نبوت کے اندر آنے کی اجازت طلب کی، اور اسی دوران حضرت عائشہ کی بلند آواز آپ کے کانوں میں پڑ گئی۔

جب اندر داخل ہوئے تو انھیں طمانچہ مارنے کے لیے پکڑا اور فرمانے لگے: کیا تمھیں نظر نہیں آتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یہاں موجود ہیں اور تم ان) پر آواز بلند کر رہی ہو؛ مگر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں ایسا کرنے سے روک لیا، اور حضرت ابوبکر مارے غصے کے باہر چلے گئے۔

اُن کے جانے کے بعد تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے دیکھا کہ میں نے تمھیں اس شخص سے کیسے بچالیا!۔

---

(۱) سنن ابوداؤد: ۳۹۱/۱۱ حدیث: ۳۸۹۰...... مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح: ۳۰۲/۱۳...... فیض القدیر: ۳۲۹/۴ حدیث: ۵۴۸۳...... کنز العمال: ۲۶۱/۱۲ حدیث: ۳۴۳۸۲۔

☆ گھر والوں کو خوش رکھیں، یقیناً اللہ بھی خوش ہو جائے گا۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کئی روز تک ٹھہرے رہے، ایک روز پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، اندر گئے تو دونوں کو گھلے ملے ہوئے پایا، تو دونوں سے عرض کرنے لگے: مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کر لیجیے جیسے اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا۔(۱)

یہ سن کر سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم نے شامل کیا۔

اور پیالہ زمین پر دے مارا!

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرۂ عائشہ میں قیام فرماتے۔ امہات المومنین میں سے کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے (کھانے کا) کوئی پیالہ بھیجوایا۔

حضرت عائشہ نے جب دیکھا تو (ان کی رگِ غیرت بھڑک اُٹھی اور پیالے کو) زمین پر دے مارا، جس سے پیالہ ٹوٹ گیا۔ یہ منظر دیکھ کر تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (زمین سے) کھانے کو چن رہے تھے اور ساتھ ہی فرماتے جا رہے تھے: تم لوگوں کی مائیں تم پر نوحہ کریں۔

پھر جب حضرت عائشہ کا پیالہ آپ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ نے اسے اس زوجہ مطہرہ کو بھیجوا دیا جس کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا، اور عائشہ کو وہی ٹوٹا ہوا پیالہ دیدیا۔(۲)

---

(۱) سنن ابوداؤد:۳۳۸/۱۴ حدیث:۵۰۰۱...... مشکوٰۃ المصابیح:۶۰/۳ حدیث: ۴۸۹۱...... مسند جامع: ۳۲۲/۳۶ حدیث:۱۱۹۰۲...... جامع الاصول من احادیث الرسول:۴۷۱۱/۶ حدیث:۴۷۱۱۔

(۲) اسی مفہوم کی حدیث صحاح ستہ وغیرہ میں بھی آئی ہے۔ صحیح بخاری:۳۵۴/۱۷ حدیث: ۵۲۲۵...... سنن ابوداؤد:۴۲۵/۱۰ حدیث: ۳۷۶۹...... سنن نسائی:۳۸۸/۱۲ حدیث:۳۹۷۲...... سنن ابن ماجہ:۲۳۱/۷ حدیث:۲۴۲۴...... سنن دارمی:۱۹۱/۸ حدیث:۲۶۵۳...... سنن دارقطنی:۱۲۸/۱۰ حدیث:۴۳۴۶۔

☆ 'دنیا' جس کے لیے قید ہے، قبر اس کے لیے آرام گاہ ہے۔

ورنہ حریرہ چہرے پر مل دوں گی!

حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے مروی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف رکھتے تھے، اور بغل میں حضرت سودہ بنت زمعہ بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں اُٹھی اور جاکر حریرہ (دودھ اور آٹا میں بنا ہوا کھانا) بنالائی، اور حضرت سودہ سے کہا: کھائیے۔

انھوں نے فرمایا: مجھے اس کی چاہت نہیں۔

میں نے کہا: آپ کو کھانا پڑے گا ورنہ قسم بخدا! میں اس کو آپ کے چہرہ پر مل دوں گی۔

کہا: میں تو اِسے چکھوں گی بھی نہیں!۔

اب کیا تھا میں نے پلیٹ میں سے حریرہ لیا اور ان کے چہرے پر مل دیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم دونوں کے درمیان بیٹھے تھے۔ آپ نے اپنا پاؤں پھیلا لیا تاکہ سودہ بھی مجھ سے بدلہ لے سکیں؛ چنانچہ انھوں نے بھی پلیٹ میں سے تھوڑا سا حریرہ اُٹھایا اور میرے چہرے پر مَل دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منظر کو دیکھ کر مسکراتے رہے۔(۱)

بعض احادیث میں یہ واقعہ اور تفصیل سے آیا ہے۔

---

(۱) سنن کبریٰ نسائی: ۲۹۱/۵ حدیث: ۸۹۱۷...... مسند ابویعلی: ۲۶۱/۴...... معجم ابن عساکر: ۴۱/۱ حدیث: ۶۵...... کنزالعمال: ۵۹۳/۱۲ حدیث: ۳۵۸۴۳۔

حاشیہ: حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح کی چھیڑ چھاڑ اور ہنسی مذاق کے واقعات منقول ہیں۔ خاص طور پر بچوں اور عورتوں کے ساتھ؛ کیوں کہ ان کے دل کمزور ہوتے ہیں، ہنسی سے آپ کا مقصد دراصل ان کے ضعف کا علاج کرنا تھا، نہ کہ محض خوش فعلی اور دل لگی!۔ -چریاکوٹی-

☆ جلدی معاف کرنا انتہاے شرافت اور انتقام میں جلدی کرنا انتہاے رذالت ہے۔

حضرت صفیہ جب دلہن بنیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب (خیبر فتح کرکے) مدینہ تشریف لائے تو آپ نے صفیہ سے نکاح فرمایا۔ (انصار کی عورتیں آئیں اور انھوں نے مجھ سے صفیہ کی حالت بیان کی)۔ اب میں نے منہ پر نقاب ڈالا اور انھیں دیکھنے کے لیے نکل پڑی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری آنکھ دیکھ کر پہچان لیا، اور میری طرف بڑھے، میں وہاں سے دوڑ کر واپس ہونے لگی تو حضور بھی میرے پیچھے دوڑے حتیٰ کہ آپ نے مجھے پکڑ لیا اور گود میں اُٹھا کر فرمایا: تم نے کیا دیکھا؟، جواب دیا: یہودنوں کے درمیان یہودیہ۔(۱)

کسی کا آگے سونا حارجِ نماز نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار میرے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا کہ کتے، گدھے اور عورت کے آگے سے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ تو میں نے کہا: تم نے ہمیں گدھے اور کتے سے تشبیہ دے دی ہے۔ قسم بخدا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ میں' آپ اور قبلہ کے درمیان تخت پر چت سوئی ہوئی تھی۔

حضرت عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے فرمایا: ان سے نماز نہیں ٹوٹتی؟ ہم نے پوچھا: عورت اور گدھے (کے آگے گزرنے) سے؟۔ تو آپ نے فرمایا: عورت بھی ایک بری چوپایہ ہے۔ میں نے خود کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جنازے (کے مردہ) کی طرح پڑا ہوا پایا ہے، اور آپ نماز اُدا کررہے تھے۔

---

(۱) سنن ابن ماجہ:۶/۲۰۶ حدیث:۲۰۵۶......مسند جامع:۲۴۲/۵۰ حدیث:۱۲/۱۶۷۔

☆ بے صبری کچھ تقدیر الٰہی کو تو نہیں مٹاتی، ہاں اَجر و ثواب سے محروم کر دیتی ہے!۔

کھانا آجائے تو نماز نہیں

حضرت ابن ابی عتیق بیان کرتے ہیں کہ میں اور (حضرت عائشہ کے بھتیجے) قاسم بن محمد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث بیان کرنے لگے۔قاسم بن محمد بہت باتونی آدمی تھے،اوران کی ماں اُم ولد تھیں۔

حضرت عائشہ نے ان سے فرمایا: کیا بات ہے؟،تم اس بھتیجے کی طرح بات کیوں نہیں کرتے؟؟۔ میں جانتی ہوں کہ تم کہاں سے آئے ہو۔اسے اس کی ماں نے اَدب سکھایا ہےاورتمہیں تمہاری ماں نے!۔

یہ سن کر قاسم ذرا سا رنجیدہ وخفا ہوگئے اورحضرت عائشہ سے اپنے رنج وخفگی کا اظہار بھی کیا۔ پھر جب قاسم نے دیکھا کہ حضرت عائشہ دسترخوان لگوارہی ہیں تو وہ اُٹھ کر کھڑے ہوگئے۔

حضرت عائشہ نے پوچھا: کہاں جارہے ہو؟۔

کہنے لگے: نماز پڑھنے۔

حضرت عائشہ نےفرمایا: بیٹھ جاؤ۔

وہ کہنے لگے: میں نماز پڑھنے جارہاہوں۔

دوسری بارحضرت عائشہ نے فرمایا: اے بے وفا! بیٹھ جا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے،آپ نے فرمایا :

لا صلوٰة بحضرة الطعام ولا وهو يدافعه الأخبثان .(۱)

یعنی نہ کھانے کے وقت نماز پڑھو، اور نہ حوائج ضروریہ کے وقت (یعنی جس وقت تم قضاے حاجت کوروک رہے ہو)۔

---

(۱) صحیح مسلم:۲۳/۴ حدیث:۱۲۷۴......سنن ابوداؤد:۱۳۳/۱ حدیث:۸۹......سنن کبریٰ بیہقی:۷۳/۳......جمع الجوامع:۱۸۷۷۵/۱......کنز العمال:۵۲۱/۷ حدیث:۲۰۰۶۱۔

☆ 'حرص' سے کچھ روزی نہیں بڑھ جاتی؛ ہاں آدمی کی قدر ضرور گھٹ جاتی ہے۔

تم ہمارا گاؤں ہم تمہارا شہر!

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زاہر بن حرام نامی ایک بدوی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے گاؤں سے تحفے لایا کرتے تھے، اور پھر جب وہ گاؤں کو جانے کا اِرادہ کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں (شہری سامان ضرورت کے مطابق) دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إن زاهرا باديتنا ونحن حاضروه .

یعنی زاہر ہمارا گاؤں اور ہم اُن کا شہر ہیں۔(یعنی زاہر جنگل میں ہمارا کارندہ ہے اور ہم شہر میں اس کے کارندے ہیں)۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے بہت زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے؛ حالاں کہ وہ خوبصورت نہ تھے؛ چنانچہ ایک روز ایسا ہوا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو دیکھا کہ زاہر اپنا سامان بیچ رہے ہیں۔

حضور نے پیچھے سے انھیں اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا، اور وہ حضور کو دیکھ نہ سکے، تو کہنے لگے: کون ہو؟، مجھے چھوڑو۔

پھر جب مڑکر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا؛ چنانچہ وہ پورا زور لگانے لگے کہ اپنی کمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے سے ملائے رکھیں۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

من يشتري العبد ؟ .

یعنی یہ غلام کون خریدے گا؟۔

☆ جو شخص کسی کے عیب کی تلاش میں رہتا ہے اسے کوئی نہ کوئی عیب مل ہی جاتا ہے۔

عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ، اگر آپ مجھے بیچیں گے پھر تو خدا کی قسم! بہت کم قیمت پائیں گے۔ یہ سن کر معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

لکن عند اللّٰہ لست بکاسدٍ . (۱)

لیکن اللہ کے نزدیک تم کم قیمت نہیں ہو!۔

اُونٹ نے ابھی سرکشی نہیں چھوڑی؟

حضرت ربیعہ بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے کسی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ خوات بن جبیر انصاری ایک مرتبہ مکہ معظّمہ کی طرف جانے والے راستے پر بنوکعب کی کچھ عورتوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادھر سے گزرے تو ان سے دریافت کیا کہ تم یہاں ان عورتوں کے ساتھ بیٹھ کر کیا کر رہے ہو؟۔

عرض کیا: یارسول اللہ! میرا اونٹ سرکش ہوگیا ہے، میں ان عورتوں سے اس کے لیے رسی بٹوا رہا ہوں۔

پھر آپ نے اپنی راہ لی، واپسی پر دیکھا کہ وہ ابھی تک اس جگہ موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوعبداللہ! کیا تمہارے اونٹ نے ابھی تک سرکشی نہیں چھوڑی؟۔

خوات کہتے ہیں کہ میں خاموش رہا، اور شرم سے پانی پانی ہوگیا۔

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح:۳/۵۹ حدیث:۴۸۸۹......مسند احمد بن حنبل:۲۷/۱۶ حدیث:۱۲۹۸۳......مصنف عبد الرزاق:۱۰/۴۵۵......معجم کبیر طبرانی:۵/۲۳۲ حدیث:۵۱۷۲...... مسند ابویعلی موصلی:۷/۴۷۶ حدیث:۳۳۶۲......شرح السنہ بغوی:۶/۳۷۷۔

(سبحان اللہ! دو جہانوں کے سردار اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کے باوجود آپ کی یہ سادگی!، قربان جائیں۔ اور ذرا سوچیے اس طرح کے بے تکلّفانہ رویہ پر حضرت زاہر کا دل بلیوں نہ اچھلنے لگا ہوگا!، سیروں خون نہ بڑھ گیا ہوگا!!۔ سیرت کا یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس پر مر مٹنے کو جی چاہتا ہے، اور بے اختیار دل سے نکلتا ہے کہ کاش! زاہر بامراد کی جگہ میں افروزِ نامراد ہوتا!!!). -چریاکوٹی-

☆ جس شخص کے دل میں جتنی زیادہ حرص ہوتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ پر اتنا ہی کم یقین ہوتا ہے!۔

اس واقعے کے بعد جب بھی میں آپ کو دیکھتا شرم کی وجہ سے راستہ بدل دیتا۔ پھر جب میں مدینہ منورہ میں حاضر (ہوکر مشرب باسلام) ہوا۔ تو ایک روز میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، اتنے میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں نے نماز کو طول دینا چاہا۔ تو آپ میرے قریب تشریف لائے اور فرمایا: نماز کو طول نہ دو، میں تمہارا منتظر ہوں۔

نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوعبداللہ! کیا تمہارے اونٹ نے ابھی تک سرکشی نہیں چھوڑی؟۔

آپ کی زبانِ مقدس سے یہ اِرشاد سن کر میں خاموش رہا، اور مجھ پر اتنی زیادہ ندامت غالب آئی کہ میں آپ کو دیکھ کر حسب سابق راہِ فرار اختیار کرنے لگا؛ تاکہ آپ کی نظر مجھ پر نہ پڑے۔

ایک روز آپ سے میرا سامنا اِس حال میں ہوا کہ آپ گدھے پر سوار تھے، اور آپ کے دونوں پاؤں ایک جانب رکاب پر رکھے ہوئے تھے، مجھے دیکھ کر آپ نے پھر وہی جملہ اِرشاد فرمایا۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب سے مشرف بہ اسلام ہوا ہوں اونٹ نے سرکشی چھوڑ دی ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ اے اللہ اس شخص کو ہدایت عطا فرما۔

راوی کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انھیں حسن اِسلام سے نوازا اور ہدایت کی راہ دکھلائی۔

اس کے علاوہ ایک روایت یوں بھی ملتی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے اونٹ نے ابھی تک سرکشی نہیں چھوڑی؟۔ تو انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اسلام نے اسے نکیل ڈال دی ہے!۔

(۱) احیاء علوم الدین: ۲/ ۳۲۷۔

☆ احمق کی عقل اس کی زبان کے پیچھے ہوتی ہے اور عقل مند کی زبان اس کی عقل کے پیچھے ہوتی ہے۔

آپ کا نام نامی خوات بن جبیر بن نعمان بن امیہ بن امرء القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس تھا۔ جنگ بدر میں بڑی مشکل میں پڑ گئے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں واپس لوٹا دیا اور مالِ غنیمت سے حصہ بھی عطا فرمایا۔ پھر اس کے بعد تمام غزوات میں شرکت کرنے کی سعادت انھیں نصیب ہوئی۔ ایک لمبی عمر پائی، اخیر وقت میں نابینا ہوگئے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں ۔۴۲ھ۔ کے اندر وفات پائی......۔

واقدی کہتے ہیں کہ خوات بن جبیر کہا کرتے تھے: میں نے اپنی زندگی میں تین کام ایسے کیے ہیں جن کو میرے علاوہ کسی نے کبھی نہیں کیا۔

ایسے موقع پر ہنسا کہ جہاں کوئی ہنسنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

ایسی جگہ سویا جہاں کبھی کوئی نہ سویا ہوگا۔

ایسی جگہ کنجوسی دکھائی جہاں کبھی کسی نے نہ دکھائی ہوگی۔

ہوا یہ کہ جنگ اُحد کے دن میں اپنے مقتول بھائی کی نعش کے پاس پہنچا۔ اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا اور اس کی اوجھڑیاں باہر نکل آئی تھیں۔ میں نے اپنے ایک دوست کی مدد سے اسے جلدی سے اُٹھایا، اور آہستگی سے چلا؛ تاکہ میرے اِردگرد مشرکین کو اس کا اِحساس نہ ہو۔ (کچھ دور جانے کے بعد) اس کی اوجھڑی میں نے اس کے پیٹ میں گھسائی، اور اوپر سے اس کے پیٹ کو اپنے عمامے سے باندھ دیا، اور ہم دونوں اسے ٹانگ کر آرام سے لے جانے لگے۔

اتنے میں اس کی اوجھڑی سے ایک عجیب سی آواز نکلی جس نے میرے دوست کو ڈرا کر رکھ دیا۔ مارے خوف کے وہ اُسے وہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ یہ دیکھ کر مجھے بے ساختہ ہنسی آ گئی۔

پھر ہم آگے چلے۔ اور میں نے اپنے کمان کے سرے سے اس کی قبر کھودی، اس کا

☆ جو شخص اپنا بھید محفوظ رکھنے سے عاجز ہوتا ہے وہ دوسروں کا راز محفوظ رکھنے سے نہایت عاجز ہوگا!۔

سرا صرف ایک ہی تھا۔ میں نے اسے اُتارا، اور کھودنے میں بھی بہت بخل سے کام لیا کہ کہیں ٹوٹ نہ جائے؛ چنانچہ اسی طرح میں نے اسے کھودا اور اس کو دفنا دیا۔

اتنے میں ایک گھڑسوار برچھی تانے میرے سر پر آ پہنچا، ایسا لگ رہا تھا کہ مجھے قتل کر ہی کے دم لے گا۔ ایسے عالم میں مجھے اونگھ آ گئی، اور میں بے خطر سو گیا؛ حالاں کہ ایسے موقع پر کسے نیند آتی ہے بلکہ آئی ہوئی نیند بھی بھاگ جاتی ہے۔ پھر جب میں نیند سے بیدار ہوا تو نہ دور دور تک نہ گھڑسوار کا پتا تھا اور نہ کسی اور کا!۔ میں آج تک اس پر حیران ہوں کہ یاالٰہی! وہ ماجرا کیا تھا؟۔

آنکھ میں درد ہے اور کھجور کھا رہے ہو؟

حضرت یوسف بن محمد صہیبی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ جو صحابہ کرام میں سب سے آخری مہاجر تھے، جب وہ مدینہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جہاں پر ابوبکر صدیق بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت صہیب کی ایک آنکھ آشوب زدہ تھی، اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھ کر کھجور کھا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: اے صہیب! تمہاری آنکھ میں درد ہے اور تم کھجور کھا رہے ہو؟۔

حضرت صہیب نے جواب دیا: یارسول اللہ! میں اپنی ایک تندرست آنکھ کی طرف سے کھا رہا ہوں۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسنے لگے اور اتنا ہنسے کہ اندرونِ دانت کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں۔(۱)

حضرت صہیب نے ایسا اس لیے کیا تاکہ میرا یہ جواب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخِ انور پر مسکراہٹیں بکھیر سکے۔ کیوں کہ حال دریافت کرنے میں بھی خوش طبعی

---

(۱) اتحاف السادۃ المتقین: ۲۲۹/۲۔

☆ جو شخص کل کو اپنی موت کا دن سمجھتا ہے، موت کے آنے سے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

سے کام لیا گیا تھا؛ تو انھوں نے اس کا جواب بھی اسی مناسبت سے دیا؛ تاکہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود حاصل ہو جائے، اور دلوں کو فرحت وراحت نصیب ہو۔ ورنہ کسی نوعِ بشر کے لیے سرورِ کائنات علیہ السلام کو اس طرح مذاق کے انداز میں جواب دینا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ مذاق' ایک طرح کی بیہودگی ہوتا ہے۔ اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب کو- جو کہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور جس میں خلق کے لیے احکام واَوامر ہوتے ہیں- مذاق وہزل کے طور پر لیا تو بلاشبہہ وہ اللہ ورسول کی صریح نافرمانی کا مرتکب ہوا۔

اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ جو کہ اللہ ورسول کی اطاعت وفرماں برداری میں اپنی نظیر آپ تھے، بھلا ان سے اس کا تصور کب کیا جاسکتا ہے؟۔ اور پھر سرکار علیہ السلام نے ان کے لیے فرمایا ہے :

أنا سابق العرب وصهيب سابق الروم وسلمانُ سابق الفرس وبلال سابق الحبشة . (۱)

یعنی میں عرب کا گھڑسوار ہوں، صہیب' روم کا، سلمان' فارس کا اور بلال' حبشہ کا۔

ایک موقع پر خاص ان کی شان میں فرماتے ہیں :

نعم العبد صهيب لو لم يخف اللّٰه لم يعصه .

یعنی صہیب کتنا اچھا بندہ ہے! اگر (بالفرض) اس میں خوفِ الٰہی نہ بھی ہوتب بھی وہ گناہ نہ کرے گا۔

---

(۱) مصنف عبدالرزاق: ۲۴۲/۱۱ حدیث: ۲۰۴۳۲...... مستدرک حاکم: ۱۴۷/۱۲ حدیث: ۵۲۴۴۔

(۲) جامع الاحادیث: ۴۹۱/۲۸ رقم: ۳۱۵۵۸...... کنز العمال: ۴۳۷/۱۳ رقم: ۳۷۱۴۶...... نظم الدرر بقاعی: ۳۵۱/۳...... تفسیر نیسا پوری: ۲۳/۵...... تفسیر ابوالسعود: ۶۹۔ مگران ساری کتابوں میں اسے فرمانِ عمر کے طور پر نقل کیا گیا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ بعض محققین کے نزدیک یہ نہ تو حدیث ہے اور نہ ہی قولِ عمر، امام سیوطی نے اس سلسلے میں زوردار بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: اسنی المطالب فی احادیث مختلف المراتب: ۳۰۷/۱۔ -چریاکوٹی-

☆ علم کی خوبی اس پر عمل کرنے میں اور اِحسان کی خوبی اس کے نہ جتلانے پر منحصر ہے۔

تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پتہ لگا ہے جہاں آپس میں ہنسی مذاق اور خوش طبعی فرمایا کرتے تھے وہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں کرلیا کرتے تھے۔ یوں ہی اُن کے بعد تابعین کرام اور علماے اسلام وائمہ اعلام بھی (موقع وماحول کی مناسبت سے کبھی کبھی) ہنسی مذاق کرلیا کرتے تھے۔ یہاں ان کے مذاق کی کچھ جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں (تاکہ ہمارا دعویٰ بے دلیل نہ رہ جائے):

امام بخاری، بکر بن عبداللہ مزنی سے حوالے سے بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ باہم مل کر تربوزہ پھینکتے تھے۔ (یعنی آپس میں تربوزہ سے کھیلا کرتے تھے)، لیکن جب معاملہ امورِ دین کا آتا تو مردِ میدان بن جاتے۔ یعنی زندگی کے ہر میدان میں حصہ لیتے تھے۔

میری یہی مراد تھی!

حضرت امام نخعی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا: کیا صحابۂ کرام ہنستے مسکراتے بھی تھے؟، فرمایا: ہاں! لیکن ساتھ ہی ایمان اُن کے دلوں میں بلند وبالا پہاڑوں کی طرح راسخ ہوا کرتا تھا۔

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَصحابِ کرام میں ایک صحابی بہت زیادہ ہنس مکھ تھے۔ ان کی اِس خصلت کو نمونۂ عیب بنا کر بارگاہِ رسالت میں پیش کیا گیا۔

یہ سن کر آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اسے تعجب کی نگاہ سے دیکھ رہے ہو، جب کہ میری نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ وہ اسی طرح ہنستے ہوئے جنت میں داخل ہو رہا ہے۔

(۱) الادب المفرد بخاری: ۱/۱۰۲ حدیث: ۲۶۶۔

☆ موت سے بڑھ کر کوئی سچی اور اُمید سے بڑھ کر کوئی جھوٹی چیز نہیں!۔

حضرتِ عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:
حضرت اُسید بن حضیر بڑے ہنس مکھ اور قبول صورت تھے۔ایک بار وہ بارگاہِ رسالت میں بیٹھے کسی شخص کے ساتھ محوِ گفتگو تھے اور انھیں ہنسا رہے تھے۔

یہ دیکھ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پہلو کو اپنی انگشت مبارک سے ٹھوکا دیا۔وہ کہنے لگے: یارسول اللہ! آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے!۔

فرمایا: تو چلو اُٹھو مجھ سے بدلہ لے لو۔

عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے جسم مبارک پر قمیص ہے جب کہ میرے اوپر کوئی قمیص نہیں تھی۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قمیص مبارک اُٹھا دی۔

(یہ دیکھ کر حضرت اُسید بے تاب ہوگئے اور) انھوں نے آپ کو اپنی گود میں لے لیا اور دیوانہ وار آپ کے پہلو کو بوسہ دینے لگے۔پھر عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میری یہی مراد تھی،(اور میں اپنی اسی پیاس کو بجھانا چاہتا تھا)۔(۱)

دَجال کے پہاڑ برابر کھانے

بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شخص نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی دن کچھ کچھ ناراض، اور آپ کے چہرے کا رنگ فق پڑا دیکھا تو ٹھان لیا کہ آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر حال میں ہنسا کے رہوں گا۔

چنانچہ وہ گویا ہوا: یارسول اللہ! میں نے سنا ہے کہ دجال لوگوں کے پاس ایسے وقت میں ظاہر ہوگا جب اُن پر قحط سالی اور تنگی مسلط ہوگی، اور اس کے ساتھ بہترین قسم کے کھانوں کا پہاڑ موجود ہوگا۔تو اب اس سلسلہ میں آپ کیا کہتے ہیں کہ اگر میں اس کا زمانہ پالوں تو اس

(۱) معجم کبیر طبرانی:۱/۲۳۵ حدیث:۵۵۹...... کنز العمال:۱۵/۸۶ حدیث: ۴۰۲۰۷...... سنن کبریٰ بیہقی:۸/۴۹......اللآلی المنثورة فی الاحادیث المشہورة، زرکشی:۱/۱۷۷۔

☆ دنیا میں جو چیز بہت کم ہے وہ سچائی اور اَمانت ہے اور جو سب سے زیادہ ہے وہ جھوٹ اور خیانت ہے۔

کے کھانوں پر ٹوٹ پڑوں، جب شکم سیر ہولوں تو پھر اللہ پر ایمان کی گواہی دوں اور اسے ٹھکرادوں؟ یا پھر سرے سے اس کا کھانا ہی نہ کھاؤں؟۔

اس کی یہ بات سن کر تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر تبسم اور مسکراہٹ بکھر گئی، اور آپ نے فرمایا: بلکہ اللہ تعالیٰ اُس دن دیگر مومنوں کی طرح تمہیں بھی غنی اور بے نیاز کر دے گا!۔(۱)

چھوٹا منہ بڑی بات

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ اس نے جلدی سے مختصر سی نماز پڑھی، اور پھر دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا دیے اور یوں ملتجی ہوا :

'اے اللہ! حورِعین سے میرا جوڑا لگا دے'۔

اس کی یہ دعا سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا: 'فرمایش وخواہش تو بہت بڑی ہے؛ مگر نقد پونجی کچھ نہیں'۔

اور اُونٹنی ذبح کردی

سیدنا ربیعہ بن عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اپنی اونٹنی مسجد سے باہر بٹھا کر اندر چلا گیا۔ سیدنا نعیمان بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صحابہ نے کہا :

آج ہمارا دل گوشت کھانے کو بہت چاہ رہا ہے، اگر تم اس اونٹنی کو ذبح کردو اور

(۱) تخریج احادیث الاحیاء: ۳۸۸/۵ حدیث: ۲۳۸۸۔

☆ جب انسان خدا سے دور ہو جائے تو سکون سے دور ہو جاتا ہے۔

ہمیں اس کا گوشت کھانے کو مل جائے تو بہت مزہ آئے گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد میں اونٹنی کی قیمت اس کے مالک کو دے دیں گے۔

چنانچہ سیدنا نعیمان رضی اللہ عنہ نے اس اونٹنی کو ذبح کر دیا، اتنے میں وہ دیہائی باہر نکل آیا اور اپنی اونٹنی کا حشر دیکھ کر چیخ پڑا کہ اے محمد! ہائے ان لوگوں نے میری اونٹنی کو ذبح کر دیا۔

اس کی چیخ و پکار سن کر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے آئے اور پوچھا کہ یہ کس نے کیا ہے؟۔

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ نعیمان کی حرکت ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعیمان کے پیچھے چل پڑے اور اس کا پتا کرتے کرتے آخر سیدہ ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کے گھر پہنچ گئے۔ سیدنا نعیمان گھر کے اندر ایک گڑھے میں چھپے ہوئے تھے اور انھوں نے اپنے اوپر کھجور کی ٹہنیاں اور پتے وغیرہ ڈال رکھے تھے؛ چنانچہ ایک آدمی نے اونچی آواز سے کہا کہ یارسول اللہ! میں نے اسے نہیں دیکھا لیکن انگلی سے اس جگہ کی طرف اشارہ کر دیا جہاں سیدنا نعیمان چھپے ہوئے تھے۔

مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں جا کر انھیں باہر نکالا تو پتوں وغیرہ سے ان کا چہرہ بدلا ہوا تھا۔ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟۔

انھوں نے بڑی عاجزی سے عرض کیا: یارسول اللہ! جن لوگوں نے اب آپ کو میرا پتا بتایا ہے انھوں نے ہی مجھے کہا تھا کہ اس اونٹنی کو ذبح کر دو۔

حضرت نعیمان کی یہ بات سن کر محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طرف مسکرا رہے تھے اور دوسری طرف ان کا چہرہ صاف کر رہے تھے، اور پھر تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دیہاتی کو اس اونٹنی کی قیمت اَدا کر دی۔

☆ عقل مند بولنے سے پہلے سوچتا ہے اور بے وقوف بولنے کے بعد سوچتا ہے۔

واقعہ مسجد میں پیشاب کرانے کا

حضرت عبداللہ بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ مخرمہ بن نوفل بن اہیب زہری مدینہ کے معمرترین لوگوں میں سے تھے، عمر کی ایک سو پندرہویں منزل طے کررہے تھے۔ اور بصارت بھی اب دھیرے دھیرے جواب دے چکی تھی۔

ایک دن کیا ہوا کہ وہ مسجد کے اندر موجود تھے۔ انھیں شدت کی پیشاب محسوس ہوئی اور وہیں کھڑے ہوکر پیشاب کردینا چاہا۔ لوگ چیخ اُٹھے کہ ہاں ہاں یہ کیا کررہے ہیں، (خانۂ خدا کا کچھ تو لحاظ کریں!)۔

اتنے میں نعیمان بن عمرو بن رباعہ آگے بڑھے، اور انھیں پکڑکر مسجد کے ایک گوشے میں لے گئے اور کہا کہ آپ یہاں بیٹھ کر اطمینان سے پیشاب کرلیجیے۔ اور خود وہاں سے چلتے بنے۔

لوگوں نے پھر شور مچایا؛ مگر جب وہ پیشاب سے فارغ ہوئے تو پوچھنے لگے کہ آخر مجھے یہاں لاکر کس نے بٹھایا تھا؟۔

لوگوں نے کہا: نعیمان بن عمرو نے۔

انھوں نے غصے سے لال پیلے ہوتے ہوئے کہا: اللہ اس کا بیڑا غرق کرے، اگر میں اس کو پکڑنے میں کامیاب ہوگیا تو اپنی اس لاٹھی سے اس کو اس کی اس گندی حرکت کا مزہ ضرور چکھاؤں گا!۔

کچھ دنوں کے بعد حضرت مخرمہ کے دل ودماغ سے یہ واقعہ بالکل نکل گیا۔ پھر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ نعیمان بن عمرو جب مسجد میں آئے تو حضرت مخرمہ وہاں موجود تھے، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کامل یکسوئی کے ساتھ دنیا ومافیہا سے بے نیاز ہوکر مسجد کے ایک کونے میں کھڑے نماز اَدا فرمارہے تھے۔

☆ جھوٹے سے ہمیشہ دور رہیں کہ وہ آپ کو ہمیشہ دھوکے میں رکھے گا۔

چنانچہ (موقع غنیمت سمجھتے ہوئے) نعیمان بن عمرؤ حضرت مخرمہ کے پاس جا کر پوچھتے ہیں کہ آپ کو نعیمان سے کوئی کام تو نہیں ہے؟۔

کہا: ہاں! اُس کی خبر لینی ہے، یہ تو بتاؤ وہ ہے کہاں؟۔

پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر لائے اور حضرت عثمان کے سامنے انھیں کھڑا کر کے کہا کہ یہ دیکھیں نعیمان آپ کے سامنے موجود ہے۔

یہ سنتے ہی حضرت مخرمہ نے اپنی لاٹھی سنبھالی اور حضرت عثمان پر برس پڑے۔ کچھ دیر کے بعد انھیں بتایا گیا کہ آپ نے امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر اپنی لاٹھی اُٹھا کر بڑا برا کیا ہے!۔

جب یہ بات قبیلہ بنوزہرہ کو معلوم ہوئی تو وہ اس سلسلے میں اکٹھا ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نعیمان کا خانہ خراب ہو، وہ جہاں کہیں بھی ہو اُسے ہر حال میں میرے پاس پکڑ کر لاؤ۔

اِدھر حضرت مخرمہ اپنی حرکت پر افسوس کرتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ آخر مجھے حضرت عثمان کے سامنے لا کر کس نے کھڑا کیا تھا؟۔

انھیں بتایا گیا کہ آپ کو لانے والا نعیمان ہی تھا!۔

فرمایا: اب اگر وہ میرے ہاتھ چڑھ گیا تو میں اس سے بھی برا کروں گا۔

حالانکہ حضرت نعیمان بن عمرو (وہ جلیل القدر صحابی ہیں کہ) جنھوں نے جنگ بدر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ (تو یہ دراصل ان کی فطری ظرافت تھی جو انھیں بسا اوقات ایسا کرنے پر اُکسا دیا کرتی تھی)۔

اللہ و رسول سے محبت کرنے والا

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں

☆ احمق سے ہمیشہ دور رہیں کہ وہ فائدہ کی بجائے آپ کو ضرور نقصان پہنچائے گا۔

کہ مدینہ منورہ کے اندر نعیمان نامی ایک شخص تھا جو شراب نوشی کے جرم میں رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدالت عالیہ میں جب اسے پیش کیا گیا تو سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے آئندہ باز رکھنے کے لیے خود بھی اپنے نعلین سے مارا اور صحابۂ کرام کو بھی حکم دیا کہ اس کی اپنے جوتوں سے اچھی طرح خبر لیں، اور اس کے سر کو خاک آلود کردیں۔

لیکن جب وہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا، اور اس پر بدستور قائم رہا، تو ایک دن کسی صحابی رسول نے انھیں مخاطب کر کے کہا: تم پر اللہ کی لعنت ہو۔

یہ سن کر آقاے گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

لا تفعل فإنه يحبُّ اللّٰه ورسوله . (۱)

یعنی ایسا نہ کہو؛ کیوں کہ اس کا دل اللہ ورسول کی محبت سے آباد ہے۔

اور یہ میری طرف سے ہدیہ ہے

حضرت نعیمان کا معمول یہ تھا (اور ان میں خوبی یہ تھی) کہ مدینہ کے اندر جب بھی کوئی شخص کچھ فروخت کرنے کے لیے لاتا اور وہ انھیں اچھی لگتی تو اس سے فوراً اُدھار لے لیا کرتے، اور اسے بارگاہِ رسالت میں لاکر عرض کرتے: یارسول اللہ! یہ میری طرف سے ہدیۂ قبول فرمالیں۔ پھر جب وہ سامان والا نعیمان کے پاس قیمت طلب کرنے کے لیے آتا۔ تو اسے بھی لے کر دربارِ نبوت میں پہنچتے اور عرض کرتے: یارسول اللہ! اسے اُس چیز کی قیمت عطا فرمادیں۔

---

(۱) مصنف عبدالرزاق: ۳۸۱/۷ حدیث: ۱۳۵۵۲...... مسند ابویعلی موصلی: ۱۶۷ حدیث: ۱۶۴...... سنن بیہقی: ۳۶۱/۲ حدیث: ۱۸۶۸۱...... مسند بزار: ۱۹۷/۱...... کنز العمال: ۵۰۷/۵ حدیث: ۱۳۷۴۸۔

☆ بخیل سے ہمیشہ دور رہیں کہ وہ اپنے تھوڑے سے نفع کی خاطر آپ کا بہت سا نقصان کردے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: نعیمان! کیا تم نے وہ چیز مجھے ہدیہ نہیں کی تھی؟۔

عرض کرتے: یارسول اللہ! وہ چیز میری طرف سے ہدیہ ہی تھی، مگر اُس وقت اتفاق سے میں قیمت کی اَدائیگی پر قادر نہیں تھا؛ تاہم چیز چوں کہ اچھی تھی اس لیے میری خواہش ہوئی کہ آپ اسے کسی طرح تناول فرمالیں!۔

یہ سن کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر تبسم کی لطافتیں بکھر گئیں۔ اور پھر آپ اُس چیز کی قیمت اَدا فرمادیتے۔

شہد کا گھڑا ہدیۃً پیش ہے

یوں ہی ان کا ایک اور واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے کسی اعرابی سے ایک دینار میں شہد کا ایک گھڑا خرید لیا، اور اسے لاکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطورِ ہدیہ نذر کردیا۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اس اعرابی کو بھی ساتھ لیتے آئے اور کاشانۂ نبوت کے سامنے کھڑا کرکے اس سے کہا: اس کی قیمت یہاں سے وصول کرلینا۔

جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گھڑے کو کھولنا چاہا تو باہر سے اعرابی آواز دینے لگا: اَرے صاحب! پہلے اس شہد کی قیمت تو اَدا کردیں۔

یہ سن کر آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نعیمان بھی بڑا عجیب انسان ہے، لگ رہا ہے اس نے پھر کوئی چال چلی ہے!۔ چنانچہ آپ نے اسے بلواکر پوچھا کہ تم نے ایسا کام کیوں کیا؟۔

عرض کرنے لگے: میں نے چاہا کہ آپ کے ساتھ نیکی کروں؛ مگر شومئی قسمت کی اس وقت میرے پاس کچھ تھا ہی نہیں۔ ان کی اس ظرافت نے چہرۂ نبوت پر تبسم کی لہریں دوڑادیں۔ اور پھر آپ نے اعرابی کو اس کی قیمت چکادی۔

☆ بزدل سے ہمیشہ دور رہیں کہ وہ مشکل وقت پڑنے پر آپ کو ہلاکت میں چھوڑ کر رفو چکر ہوجائے گا۔

رات میں روزہ

ایک مرتبہ عیینہ بن حصن نے نعیمان سے شکایۃً کہا کہ اِن دنوں روزے رکھنا بڑا مشکل ہے۔نعیمان نے کہا: ایسا کرو رات میں رکھ لیا کرو۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ عیینہ کسی کام سے حضرت عثمان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اِفطاری کرنے میں مشغول ہیں۔آپ نے فرمایا کہ آؤ رات کا کھانا ہمارے ساتھ مل کر کھاؤ؛ مگر انھوں نے انکار کر دیا کہ میں روزے سے ہوں۔

حضرت عثمان نے کہا: کیا کہیں روزہ رات میں بھی رکھا جاتا ہے؟۔

عرض کیا: امیر المومنین! دن کی بہ نسبت رات میں رکھنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔

یہ سن کر آپ نے کہا: ہو نہ ہو یہ نعیمان کے چکر میں آ گیا ہے!۔

ہے کوئی میرا غلام خریدنے والا!

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے کوئی ایک سال قبل حضرت ابوبکر صدیق (شام کے ایک شہر) بصری کی طرف برائے تجارت روانہ ہوئے۔ساتھ میں نعیمان بن عمرو انصاری اور سلیط بن حرملہ کو بھی لے لیا۔اور یہ دونوں وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنھیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہونے کا اِعزاز حاصل ہے۔

سلیط بن حرملہ کھانے کے سامان کے ذمہ دار تھے۔نعیمان بن عمرو- جو اپنی ظرافت اور دل لگی کے لیے مشہور تھے- سلیط سے کہنے لگے: بھوک ستا رہی ہے، اگر ہو سکے تو مجھے کچھ کھلاؤ۔

☆ جن لوگوں کو بارڈر پر بڑی جنگ لڑنی ہو وہ گلی کی لڑائی نہیں لڑا کرتے۔

کہا: جب تک ابوبکر صدیق اپنی ضرورت سے فارغ ہوکر لوٹ نہیں آتے اس وقت تک میں زادِراہ میں آپ کو ہاتھ نہیں لگانے دوں گا!۔

نعیمان نے سلیط سے کہا: اگر نہیں کھلائیں گے تو پھر ٹھیک ہے دیکھیے میں آپ کے ساتھ کیا کرتا ہوں!۔

وہاں قریب ہی میں کچھ لوگ اپنے جانور لے کر آئے ہوئے تھے۔نعیمان نے ان سے جا کر کہا: کیا تم مجھ سے میرا ایک چست وطاقتور عربی غلام خریدو گے؟۔

انھوں نے کہا: ہاں، بہت اچھا!۔

نعیمان نے کہا: مگر یاد رہے کہ وہ غلام بڑا باتونی ہے، اور وہ شاید یہ بھی کہے کہ میں آزاد ہوں۔اگر تم اس کے کہنے کی وجہ اسے اسے چھوڑ دو گے پھر تو رہنے دو۔، یہ سودا مت کرو، اور میرے غلام کو نہ بگاڑو۔

کہنے لگے: آپ اس کی فکر نہ کریں، ہم اس کی کسی بات کی پروا نہیں کریں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے دس جوان اونٹیوں کے بدلے میں انھیں خرید لیا۔

(نعیمان دس اونٹنیاں ہانکتے ہوئے آئے اور ان لوگوں کو بھی ساتھ لائے اور آکر ان لوگوں سے کہا: یہ رہا تمہارا وہ غلام، اسے لے لو)۔

جب وہ سلیط کے پاس آئے تاکہ انھیں لے کر جائیں تو انھوں نے انکار کیا، اور ان کے گلے میں طوق ڈال دیا۔وہ بار بار کہہ رہے تھے کہ ارے بھائی! وہ مجھ سے مذاق کر رہا ہے، میں اس کا غلام کب ہوں، میں تو ایک آزاد آدمی ہوں۔

لوگوں نے کہا: تمہارے یہ سارے عذر بہانے ہمیں پہلے ہی بتادیے گئے ہیں۔ اور انھوں نے اُن کی ایک نہ سنی۔اسی بیچ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپہنچے، پوچھا: سلیط کہاں ہے؟۔تو نعیمان نے سارا قصہ بیان کر دیا۔

چنانچہ آپ اُن لوگوں کے پاس گئے اور انھیں بتایا کہ یہ غلام نہیں بلکہ ان کے ساتھ مذاق کیا گیا ہے۔ پھر ان کی اونٹنیاں ان کے حوالے کیں، اور سلیط کو ان کے چنگل سے نجات دلایا۔

مدینہ منورہ آنے کے بعد جب یہ لوگ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ کو اس واقعے سے مطلع کیا گیا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اردگرد موجود دیگر صحابہ بے ساختہ مسکرا پڑے۔(۱)

روحیں فوج کی طرح جمع ہیں

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مکہ کے اندر ایک عورت تھی جو خواتین قریش کے پاس آتی اور انھیں ہنسا کر چلی جایا کرتی تھی۔ یعنی لوگوں کو ہنسانا اُس کی فطرت میں داخل تھا۔

پھر جب سرکار ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے، اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت وغلبہ عطا فرمایا تو لوگ دھیرے دھیرے مکہ سے مدینہ آنا شروع ہوگئے۔ چنانچہ یہ عورت بھی مدینہ آ پہنچی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک دن وہ میرے پاس آئی، تو میں نے کہا: ارے فلانہ! تمھیں یہاں کیا چیز کھینچ کر لائی!۔ کہنے لگی: آپ ہی لوگوں کے پاس آئی ہوں۔

پوچھا: تو کس کے پاس قیام پذیر ہو؟۔

کہا: مدینہ کی اُس فلانی عورت کے پاس جو مدینہ کی عورتوں کو ہنسانے میں طاق ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اتنے میں رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے، اور فرمایا: ارے یہ فلانہ ہے؟۔

---

(۱) سنن ابن ماجہ: ۱۱/۲۷۹ حدیث: ۳۸۵۱۔

حضرت عائشہ نے عرض کیا: ہاں!۔

پوچھا: تو یہاں کس کے پاس ٹھہری ہوئی ہے؟۔

عرض کیا: اُس فلانی ہنسی مذاق کرنے والی عورت کے پاس۔

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(الحمد للّٰہ) الأرواح جنود مجندة ، فما تعارف مِنها ائتلف ، وما تناکر مِنها اختلف .

یعنی روحیں فوج کی طرح جمع ہیں۔ جن میں وہاں آشنائی ہوگئی ان کے درمیان یہاں الفت ہوگئی؛ لیکن جو وہاں ایک دوسری سے نا آشنا رہیں وہ یہاں بھی بیگانہ رہیں گی۔(۱)

ہنسی مذاق کا ایک فائدہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہنسی مذاق کرنے میں کچھ قباحت نہیں۔ اس سے کم از کم اتنا تو ہوتا ہے کہ انسان؛ ترش روئی کی حد سے باہر نکل جاتا ہے۔

خدا کرے ہر دن روزِ عید ہو

حضرت بکر بن ابو محمد بیان کرتے ہیں کہ کسی مجوسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فالودہ ہدیے میں بھیجا۔ حضرت علی نے اسے دیکھ کر پوچھا: یہ کیا ہے؟۔

بتایا گیا کہ آج چوں کہ نیروز کا دن ہے (تو انھوں نے تہوار کی خوشی میں آپ کو ہدیہ پیش کیا ہے)۔

---

(۱) بخاری:۱۱/۴۹۵ حدیث:۳۳۳۶......مسلم:۱۷/۱۲۸ حدیث:۶۸۷۶......ابوداؤد:۱۴/۱۰۰ حدیث:۴۸۳۶۔

☆ اپنے دشمنوں سے پیار کریں، دوستوں سے تو سب ہی پیار کرتے ہیں!۔

فرمایا: اللہ کرے کہ ہمارا ہر روز نیروز (یعنی یوم عید) ہو۔

اور آپ نے اسے تناول فرمالیا۔

اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ سے کہا گیا: آج ان کا جشن ہے۔

فرمایا: خدا کرے ہمارا ہر دن یوں ہی جشن والا ہو۔

واقعہ سائے کو کوڑے لگانے کا

حضرت عمرو بن دینار، محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے تکیہ آراستہ کیا تو آپ اس پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: گدھے کے علاوہ کرامت و بزرگی کون نہیں پسند کرے گا!۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز ایک شخص حضرت علی بن ابی طالب کی بارگاہ میں آکر کہنے لگا: امیر المومنین! میں نے اپنی ماں کا ایک ایسا خواب دیکھا جو باعث احتلام ثابت ہوا۔

آپ نے فرمایا: اِسے دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سائے کو کوڑے لگاؤ۔

یوں ہی ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ ایک شخص کسی کو پکڑ کر حضرت علی کی خدمت میں لایا، اور عرض کیا: اس کا خیال ہے کہ اس نے میری ماں کو خواب میں دیکھا، اور صبح اُٹھا تو خود کو محتلم پایا۔

آپ نے فرمایا: اسے دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سائے کو ضربیں لگاؤ۔

تبسم آمیزانہ گفتگو

حضرت ابودرداء اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ بات کرتے وقت چہرے پر تبسم

☆ عقیدے کی پختگی اختلافِ عقیدہ کی برداشت کا نام ہے۔

سجائے رکھنا میری فطرت کا لازمہ تھا۔ ایک روز ان کی اہلیہ ام الدرداء نے کہا: آپ کے بات کرنے کا انداز کچھ ایسا ہے کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہیں لوگ آپ کو بیوقوف نہ تصور کرنے لگیں۔

فرمایا: میں نے رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب بھی بات کرتے دیکھا آپ کے چہرے پر تبسم کی لکیریں اُبھری ہوئی ہوتی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب قرآن وحدیث کے مسائل کثرت سے بیان کرنے کی وجہ سے کچھ ذہنی تھکاوٹ محسوس کرتے تو فرماتے: کچھ کھٹے میٹھے سناؤ، اور اس سے آپ کی مراد شعر واَدب اور عرب کے حالات واَخبار ہوا کرتے تھے۔

پودینہ اور لوٹے کی داستان

اَعمش نے حضرت ابو وائل سے روایت بیان کیا ہے کہ میں ایک دوست کے ہمراہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گیا تو انھوں نے ہمارے سامنے جو کی روٹی اور جو کا نمکین دلیا پیش کیا۔

میرے دوست نے کہا کہ اگر اس دلیا کے ساتھ پودینہ بھی ہوتا تو یہ اور زیادہ لذیذ ہوتا۔ یہ سن کر سیدنا سلمان فارسی گھر سے نکلے اور اپنا لوٹا رہن رکھ کر پودینہ خرید لائے۔

جب ہم کھانا کھا چکے تو میرے دوست نے کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اپنی روزی پر قانع بنایا اور ہم کو توفیق قناعت بخشی۔

یہ سن کر سیدنا سلمان فارسی نے فرمایا: اگر تم اس روزی (یعنی جو دلیا تمھارے سامنے پیش کیا) پر قانع ہوتے تو میرا لوٹا گروی نہ ہوتا!۔ (یعنی پودینہ لانے کی وجہ سے مجھے اپنا لوٹا گروی رکھنا پڑا)۔

(۱) عوارف المعارف:۴۰۔

☆ نفرت اور غصہ عقیدوں کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ کاش! لوگوں پر یہ راز منکشف ہو جاتا!۔

تمہارے پاس اور کوئی نیکی ہے؟

حضرت خارجہ بن زید بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ دونوں ساتھ میں مسجد سے باہر نکلے۔ ان دونوں نے اپنی مونچھیں ترشوا رکھی تھیں جس سے ان کے دونوں ہونٹ بالکل صاف نظر آرہے تھے۔ پھر دونوں نے اپنے کپڑے کھولنے شروع کیے حتیٰ کہ ان کی پنڈلی نظر آنے لگی۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: تمہارے پاس اور کوئی بھلائی ہے جس پر میں سبقت لے جاسکوں!۔

خدا واسطے کی محبت

حضرت حمید بن قیس بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر مقام کے عسفان کے چشمے پر اُترے۔ حضرت امیر معاویہ کا ایک غلام وہاں کام کرنے پر مامور تھا۔

حضرت ابن عمر کو جب اس نے دیکھا تو ان کی طرف دوڑتا ہوا آیا، اور سلام کے بعد کہنے لگا: قسم بخدا! مجھے آپ سے اللہ واسطے کی محبت ہے۔

حضرت ابن عمر نے اس سے کہا: قسم بخدا! میں تمہارے چہرے پر مارے جانے کو ناپسند کرتا ہوں۔ یہ سن کر وہ بالکل ٹھنڈا پڑ گیا اور کہنے لگا: اے ابوعبدالرحمٰن! اللہ آپ کو خوش رکھے، آپ نے کیا بات کہہ دی؟۔

فرمایا: تم میرے بارے میں کیا گمان رکھتے ہو، پھر آپ ہنسنے لگے۔ بعد میں اس غلام سے کسی نے جا کر کہا کہ ابن عمر کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں غلام کے چہرے پر مارے جانے کو برا جانتا ہوں؛ (کیوں کہ سرورِ کائنات علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا ہے)۔

سب کا خالق و مالک ایک

عبیداللہ بن خالد اپنے والد سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر کے غلام نافع سے روایت

کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر نے از راہِ مذاق اپنی لونڈی سے کہا: مجھے شریفوں کے خالق نے پیدا کیا ہے اور تمہیں بدمعاشوں کے خالق نے پیدا کیا ہے۔ اس بات پر وہ لونڈی کبیدہ خاطر ہوگئی، اور چیخنے چلانے لگی۔

مگر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسکرانے لگے (اور فرمایا کہ شریفوں اور بدمعاشوں کا خالق الگ الگ تھوڑے ہی ہے، ان سب کو تو ایک ہی اللہ نے پیدا کیا ہے۔ یعنی مجھے اور تمہیں دونوں کا اللہ نے ہی پیدا فرمایا ہے)۔

معاملہ میاں بیوی کا

حضرت عبداللہ بن عمیر لیثی بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں کہ یارسول اللہ! میرا شوہر نمازِ فجر کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے، اور جب اس پر شہوت کا غلبہ ہوتا ہے تو میرے روزوں کا بھی خیال نہیں کرتا، نیز تلاوتِ قرآن پر مجھے زدوکوب بھی کرتا ہے۔

حکم ہوا کہ اسے دربارِ رسالت میں حاضر کیا جائے۔ چنانچہ وہ اسے لے کر آ گئی۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری بیوی کا خیال ہے کہ تم نمازِ فجر اَدا نہیں کرتے، روزے کی حالت میں اس سے ہم بستر ہوتے ہو اور قرآن کی تلاوت پر اس کی پٹائی کرتے ہو۔

اس شخص نے کہا: یارسول اللہ! اس کا کہا مبنی برصداقت ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ بھری محفل میں اس کو ڈانٹ پلائیں، لیکن آپ کا حلم وشفقت آڑے آ گیا، اور آپ نے اس کی وجہ دریافت فرمائی۔

اس نے کہا: یارسول اللہ! میرا تعلق ایک ایسے خاندان سے ہے جو سونے میں بڑے فیاض اور مشہور ہیں۔ تو بقیہ نمازیں تو میں پوری پابندی سے اَدا کرتا ہوں، لیکن جب بستر

☆ سائنس فطرت تک پہنچتی ہے، اور مذہب فاطر تک پہنچتا ہے۔

خواب پر آتا ہوں تو یہ مجھے ایسا داب کر سوتی ہے کہ سورج کی تپش کے علاوہ مجھے کوئی اور چیز بیدار ہی نہیں کر پاتی۔

آپ نے فرمایا: چلو ٹھیک ہے، بیدار ہوتے ہی نماز پڑھ لیا کرو۔

اِستفسار ہوا کہ روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کیوں کرتے ہو؟۔ کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں جوان آدمی ہوں، شہوت سے مغلوب رہتا ہوں، اور اسے ہر وقت روزے ہی کی پڑی رہتی ہے۔

شفیق اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتون کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تمہیں نفلی روزے جب بھی رکھنا رہے شوہر سے پوچھ لیا کرو۔ اور شوہر سے فرمایا کہ جب تم اسے روزہ رکھنے کی اِجازت دے دو پھر اس سے ہم بستر نہ ہونا۔

پوچھا گیا کہ قرآن پڑھتے وقت تم اس پر سختی کیوں کرتے ہو؟۔ عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! اس نے قرآن کی بس ایک ہی سورت کو اوڑھنا بچھونا بنایا ہوا ہے اس سورہ کے علاوہ کچھ پڑھتی ہی نہیں۔ یہ سن کر آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا پڑے اور فرمایا:

تلک السورة لو قسمت بين الناس وسعتهم .

یعنی جس سورت کی تم بات کر رہے ہو کہ اس کی قدر و منزلت کا عالم یہ ہے کہ اگر وہ لوگوں میں تقسیم کی جائے تو سب کو کفایت کر جائے۔

جنت میں کاشت کاری

حضرت عطا بن یسار بیان کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مجلس میں اِرشاد فرمایا کہ جنت میں اللہ تعالیٰ سے ایک آدمی نے کھیتی کرنے کی خواہش کا اِظہار کیا۔ پروردگار عالم نے پوچھا: کیا تمہاری چاہت پوری نہیں ہوئی ہے؟۔

اس نے عرض کی: پوری تو ہوئی ہے مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے بوتے ہی فصل فوراً تیار

☆ تبلیغ دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے کی بات نہیں، بلکہ تبلیغ کے ذریعہ خدا کو راضی کریں۔

ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ٹھیک ہے جاؤ کاشت کاری کرو۔ تو وہ جیسے ہی دانہ ڈالے گا، فوراً پہاڑ کی مانند اُگ آئے گی، اور کاٹنے کے قابل ہو جائے گی۔

اللہ فرمائے گا: اے بنی آدم! کیا اس کے علاوہ کچھ اور؛ کیوں کہ اس سے تمہاری کچھ بھی سیری نہیں ہوگی!۔ (اسی محفل میں ایک بدو بیٹھا ہوا تھا، یہ سن کر اس نے بڑی معصومیت سے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر تو یہ شرف صرف قریشی یا انصاری کو ہی نصیب ہوگا جو زراعت پیشہ ہیں؛ کیوں کہ ہم لوگ تو کاشت کاری سے یکسر ناواقف ہیں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی یہ بات سن کر بے ساختہ مسکرا پڑے۔(۱)

خوبصورت کون؟ شوہر یا بیوی

عبد اللہ بن سرجس کہتے ہیں کہ ضحاک بن سفیان کلابی نہایت بدصورت انسان تھے۔ جب وہ بیعت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں، اس وقت تک پردہ کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔

بیعت کے بعد انھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے پاس دو بیویاں اس سرخ عورت (یعنی سیدہ عائشہ) سے اچھی ہیں، اگر آپ نکاح کا شوق فرمائیں تو ایک کو میں آپ کے واسطے بھیج دوں؟۔

حضرت عائشہ نے ان سے پوچھا کہ تم زیادہ خوبصورت ہو یا تمہاری بیویاں؟۔ انھوں نے کہا: میں ان سے کہیں اچھا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سوال وجواب کو سن کر ہنس پڑے کہ ایسی صورت ہونے پر اپنے آپ کو خوبصورت جانتے ہیں۔(۲)

---

(۱) صحیح بخاری: ۴۳۳/۸ حدیث: ۲۳۴۸ ...... مسند احمد بن حنبل: ۴۵۴/۲۲ حدیث: ۱۰۹۲۳۔

(۲) مذاق العارفین: ۱۸۱/۳۔

☆ قصوروار کو معافی مانگنے سے پہلے معاف کر دیں۔

کیا سارے کا سارا اَندر آ جاؤں!

عوف بن مالک اشجعی بیان کرتے ہیں کہ میں جنگ تبوک میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔

میں نے سلام کیا تو آپ نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اندر آ جاؤ۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں سارے کا سارا اندر آ جاؤں؟۔

آپ نے فرمایا: ہاں! تمام کا تمام۔ چنانچہ میں اندر آ گیا۔

(عثمان بن ابی العاتکہ نے) بیان کیا کہ اس شخص نے خیمے کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے کہا تھا کہ کیا میں سارے کا سارا داخل ہو جاؤں!۔(۱)

شوہر پرشاکی بیوی

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک کنیز کام کیا کرتی تھی۔ ایک روز آپ اہلیہ کے ساتھ سو رہے تھے، کچھ رات گزری تو اس سے جدا ہو کر کنیز کے پاس چلے گئے، اور اپنی ضرورتِ بشری پوری کی۔ ادھر اہلیہ بیدار ہو کر آپ کو ڈھونڈنے لگی۔

دیکھا تو آپ کنیز کے ساتھ سوئے ہوئے ہیں۔ مارے غصے کے کہنے لگی: میں آپ سے اس کا انتقام لوں گی۔ آپ نے فرمایا: وہ کیسا انتقام؟۔ اس نے کہا کہ اس کنیز سے ہم بستر ہونے کے باعث آپ اس وقت جنبی ہیں۔

(۱) سنن ابوداؤد: ۳۳۹/۱۴ حدیث: ۵۰۰۲...... مسند احمد: ۳۱۴/۵۲ حدیث: ۲۴۷۰۶...... دلائل النبوۃ بیہقی: ۲۰۷/۷ حدیث: ۲۶۷۰...... مسند بزار: ۳۰۰/۴ حدیث: ۲۷۴۲۔

(اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیارے صحابہ سے اس قدر بے تکلف تھے کہ صحابۂ کرام آپ سے موقع پا کر مزاح بھی کر لیا کرتے تھے)۔ -چڑیا کوٹی-

☆ تجربہ شاہد ہے کہ نفس کو اُکسانے کا عمل آنکھوں سے شروع ہوتا ہے: لہٰذا آنکھوں پر خاص خیال رکھیں!۔

آپ نے انکار کیا تو وہ بولی: اگر آپ اپنی بات میں سچے ہیں تو مجھے ابھی قرآن پڑھ کر سنائیں؛ کیوں کہ حالت جنب میں قرآن پڑھنا حرام ہے۔ چنانچہ آپ نے یہ پڑھنا شروع کیا۔

شهـــدت بأن دين الله حـقٌ　　وأن النـار مثوى الكافـرينا
وأن العرش فوق الماء طافٍ　　وفوق العرش رب العالمينا
وتحمـــــله ثمانية شداد　　مـــلائكة الإلٰـــه مسومينا

ایک دوسری روایت میں مندرجہ ذیل ابیات آئے ہیں۔

أتـانا رسول الله يتلـــو كتـــابه　　كما لاح مشهورٌ من الفجر ساطع
أتى بالهـدىٰ بعد العمىٰ فقـــلوبنا　　بـه مـوقنـــاتٌ أن مـــا قـــال واقع
يبيت يـجـــافي جنبه عـن فـراشه　　إذا استثقلت بالمشركين المضاجع

ان اشعار کو سن کر- جنھیں وہ بھولی بھالی بیوی قرآن کی آیات سمجھ رہی تھی- کہنے لگی: واقعتاً آپ سچے ہیں، مجھے شبہہ لگ گیا تھا، اور میری آنکھ کبھی کبھی دھوکہ کھا جاتی ہے۔

صبح ہو کر حضرتِ عبداللہ بن رواحہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور واقعہ سنایا تو تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں۔

فیصلہ عمر فاروق کا

حضرت یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ حیان نے ایک روز اپنی بیوی سے کہا کہ اب میں اور تم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔ بیوی نے بے تابی سے پوچھا کہ عمر فاروق نے کیا فیصلہ دیا ہے؟۔

میں نے کہا: نیا حکم یہ جاری ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت طہر میں اپنی بیوی سے ایک بار بھی ملاقات کرلے تو اس نے اس کا حق زوجیت اَدا کردیا۔

☆ بے سکونی تمنا کا نام ہے۔ جب تمنا تابعِ فرمانِ الٰہی ہو جائے تو سکون شروع ہو جاتا ہے۔

بیوی نے فوراً کہا: حضرت عمر کے اس فیصلے کی سب سے پہلے میں تردید کرتی ہوں۔

ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ بیوی نے اس پر کہا: کیا سارے لوگوں کے لیے عمر فاروق کا یہ فیصلہ متروک اور صرف میرے اور تمہارے ہی لیے نافذ العمل ہے!۔

(دراصل محمد بن یحییٰ حیان کو قوتِ باہ کی شکایت ہوگئی تھی تو انھوں نے جان چھڑانے کے لیے یہ حیلہ گھڑا تھا، مگر بیوی نے اسے بھی ناکام کردیا)۔

پاؤں کا انگوٹھا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سحری کی اہمیت اُجاگر کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا :

تسحروا ولو بأن يضع أحدكم اصبعه على التراب ثم يضعها في فيه .

یعنی سحری ضرور کیا کرو، خواہ اتنی ہی سہی کہ اپنی انگلی مٹی پر رکھ کر پھر اسے منہ میں دھرلو۔

ایک بار اس حدیث کو شعبی نے بیان کیا تو ایک شخص کھڑا ہوکر پوچھنے لگا کہ کون سی انگلی مٹی پر رکھنا ہے؟۔ تو انھوں نے اپنے پاؤں کے انگوٹھے کو پکڑ کر کہا: 'یہ'۔

ابلیس کی بیوی کا نام

ایک شخص نے شعبی سے پوچھا کہ ابلیس کی بیوی کا نام کیا تھا؟۔

انھوں نے فوراً جواب دیا کہ چونکہ اس نکاح میں ہم شریک نہ ہوسکے تھے، اس لیے نام سے واقفیت نہیں۔

☆ گناہوں میں مبتلا انسان کا دعاؤں پر یقین نہیں رہتا!!!۔

(خون کا بدلہ خون

عاصم اَحول' حضرت حسن سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک آدمی کو پکڑ کر لایا جس نے اس کے کسی قریبی رشتہ دار کو قتل کر دیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقدمہ سننے کے بعد فرمایا: کیا تم دیت لو گے؟۔ اس شخص نے عرض کیا: میں دیت لے کر اسے معاف نہیں کر سکتا بلکہ مجھے خون کا بدلہ خون چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم قاتل کو معاف کر سکتے ہو؟۔

اس نے کہا: نہیں، کبھی نہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

اذهب فاقتله .

اسے لے جاؤ اور قتل کر دو۔

جب وہ شخص قاتل کو لے کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے نکل گیا تو آپ نے فرمایا :

إن قتله فهو مثله .

یعنی اگر اس نے قاتل کو قتل کر دیا تو یہ بھی اسی کے مانند ہوگا۔

یہ سن کر ایک آدمی اس شخص سے جاملا جو قاتل سے قصاص چاہتا تھا اور اسے بتایا کہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات کہی ہے، یعنی اگر تم اس قاتل کو قتل کر دو گے تو اسی کے مانند ہو جاؤ گے۔ یہ سننا تھا کہ اس شخص نے قاتل سے قصاص لیے بغیر اسے چھوڑ دیا اور واپس اپنے گھر چلا گیا؛ حالاں کہ اس وقت وہ ایک مضبوط تسمہ قاتل کی گردن میں ڈال کر کھینچ رہا تھا۔(۱)

(۱) سنن نسائی:۱۴/۴۵۴ حدیث:۴۷۴۷......ابن ماجہ:۲۶۹/۸ حدیث:۲۷۹۳......حلیۃ الاولیاء:۱۳۱/۶۔

☆ اللہ سے تعلق جوڑنے کا ایک ہی راز ہے کہ اس ک فیصلوں پر راضی رہنا سیکھیں!!۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ ''اگر یہ قتل کردے گا تو اسی کے مانند ہوگا'' اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر اس نے قاتل کو قتل کر دیا تو گناہ میں اس کے مانند ہوگا۔ یہ مطلب کیوں کر ہوسکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے قاتل کو بطورِ قصاص قتل کر دینے کو مباح ٹھہرایا ہے۔

بلکہ مطلب یہ ہے کہ شفیق اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصاص لینے کو ناپسند فرمایا، اور آپ کی خواہش تھی کہ وہ قاتل کو معاف کردے۔ آپ نے تعریض کے طور پر یہ الفاظ کہے جس سے قصاص لینے والے شخص کو گمان ہوا کہ اگر میں نے قاتل کو قتل کر دیا تو پھر میں بھی اسی کی طرح گناہگار ہوجاؤں گا، اس لیے خیر اسی میں ہے کہ اسے معاف کر دیا جائے۔

جب کہ رحمت کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ اگر یہ قاتل آدمی کو قتل کردے گا تو یہ بھی قاتل ہی کی طرح ہوگا؛ کیوں کہ قاتل نے بھی پہلے ایک آدمی کا خون بہایا ہے اور یہ شخص بھی ایک آدمی کا خون بہائے گا۔ اس طرح دونوں ہی قتل میں مساوی ہوئے؛ البتہ پہلا قاتل ظالم ہے جس نے ناحق خون بہایا ہے، اور یہ دوسرا قاتل حق بجانب ہے جس نے بطورِ قصاص خون بہایا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح کئی مقامات پر تعریضی الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ یہ تمام واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ مزاح ہمیشہ مبنی برصدق ہونا چاہیے، اور اس میں ایذا رسانی اور دل شکنی کا پہلو قطعاً نہ ہونا چاہیے؛ بلکہ مخاطب کی دلجوئی اور نشاط آوری مقصود ہونی چاہیے)۔

ابوالبرکات محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ العامری معروف بابن الغزی الشافعی اوائل شعبان ۹۴۴ھ میں اس کتاب کی تسوید سے فارغ ہوئے۔ (اور میں محمد افروز قادری چریاکوٹی کوئی پانچ صدیوں کے بعد اوائل رمضان ۱۴۳۴ھ کو اسے ملخصاً اُردو کے قالب میں ڈھالنے میں کامیاب ہوا۔ اللہ مصنف ومترجم دونوں کا بھلا کرے)۔ وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔ آمین۔

{مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی کی مطبوعہ کتب}

❁ [وقت ہزار نعمت] وقت ایک عظیم نعمت اور اللہ کی عطا کردہ بیش قیمت دولت ہے؛ لہٰذا وقت کو ضائع کرنا عمر گنوانے کے برابر ہے۔ وقت کی قدر و قیمت کا احساس جگانے اور زندگی کو نظام الاوقات کا پابند بنا دینے والی ایک منفرد اور معلوماتی کتاب۔ ص: 184۔ ق: 70

❁ [مرنے کے بعد کیا بیتی؟] یہ کتاب پس اِنتقال خواب میں دیکھے جانے والوں کے کوائف و اَحوال پر مشتمل ہے۔ کتاب کی ایک ایک بات عبرت آموز اور نصیحت خیز ہے۔ اپنی اصلاح کے اور حسن آخرت کے خواہش منداس کا ضرور مطالعہ کریں۔ ص: 264۔ ق: 90

❁ [برکات الترتیل] ترتیل و تجوید کے موضوع پر بے نظیر کتاب۔ یہ اپنے موضوع کے تقریباً سارے گوشوں پر اطمینان بخش دلائل و مباحث، اور اس کی جملہ پیچیدگیوں کا محققانہ حل پیش کرتی ہے۔ قرآن کے اسرار و رموز کھولنے والی بہترین کتاب۔ ص: 216- ق: 60

❁ [انوارِ ساطعہ در بیانِ مولود و فاتحہ] عقائد و معمولاتِ اہلسنّت خصوصاً میلاد و فاتحہ وغیرہ کے موضوع پر لکھی گئی اپنی نوعیت کی منفرد کتاب۔ یہ وہی کتاب ہے جس کے جواب میں 'براہین قاطعہ' وجود میں آئی۔ ہر صحیح العقیدہ اسے ضرور زیرِ مطالعہ رکھے۔ ص: 820- ق: 200

❁ [کاش نوجوانوں کو معلوم ہوتا!] نوجوان ہی دراصل کسی معاشرے کا مستقبل اور گراں قدر سرمایہ ہوتے ہیں۔ وہ چاہیں تو اپنے حُسنِ عمل اور جذبۂ خیر و صلاح سے دنیا کو رشکِ فردوس بنا دیں، اور چاہیں تو نمونۂ جہنم۔ ایک چشم کشا اور اِنقلاب آفریں تحریر۔ ص: 48۔ ق: 30

❁ [چالیس حدیثیں] بچے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور چمنستانِ ہستی کے رنگ برنگے پھول ہیں۔ زندگی کے جس موڑ پر وہ کھڑے ہوتے ہیں عادتیں وہیں سے بنتی اور بگڑتی ہیں۔ اخلاقی تربیت کا یہ بے مثال تحفہ انھیں کی خدمت میں پیش ہے۔ ص: 96۔ ق: 45

❁ [یارسول اللہ! آپ سے محبت اور آپ پر درود کیوں؟] جدہ (سعودی عرب) کے شیخ، محمد حسن بن عبید باحیشی کی عقیدت و محبت کی خوشبوئیں لٹاتی، عظمتِ درود کے نغمات سناتی، اور عشق و اَدب کے آداب سکھاتی ایک ایمان اَفروز تحریر۔ ص: 80۔ ق: 40

❁ [اور مشکل آسان ہوگئی] کرب و اِنتشار کے بادل چھانٹنے، اور غم روزگار کا مداوا کرنے، نیز فتح مشکلات اور کشف مہمات کے لیے ایک تیر بہدف تحریر۔ یہ دراصل امام جلال الدین سیوطی کی نایاب کتاب 'الارج بعد الفرج' کا سلیس ترجمہ و تلخیص ہے۔ ص: 96۔ ق: 50

❁ [پیارے بیٹے] یہ حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمی کی قیمتی نصیحتوں کا روح پرور مجموعہ ہے، جس میں انھوں نے زندگی کی بہت سی حقیقتوں کو بے نقاب کیا ہے۔ اور دنیا و آخرت سنوارنے کے بہت سے زرّیں اصول بڑے موثر انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ ص: 36۔ ق: 25

❁ [موت کیا ہے؟] یہ کتاب آپ کو بتائے گی کہ اِس دنیا سے چل چلاؤ کے وقت مومن کن نعمتوں اور اِنعامات سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔ موت سے چونکہ کسی کو رستگاری نہیں اور مرنا بہر حال ہر کسی کو ہے اِس لیے یہ کتاب ہر کسی کے مطالعہ سے گزرنا چاہیے۔ ص: 88۔ ق: 40

❁ [لختِ جگر کے لیے] یہ کتاب 'سمندر در کوزہ' کی بہترین مثال ہے۔ علامہ ابن جوزی نے اپنے بیٹے کو کچھ نصیحتیں کی ہیں جو ہم میں سے ہر ایک کیلئے نفع رساں ہیں۔ ص: 48۔ ق: 30

❁ [رسائل وکلیاتِ حسن] یہ دراصل برادر اعلیٰ حضرت، اُستاذ زمن علامہ حسن رضا خان بریلوی کی قلمی کاوشوں کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ مولانا کی شعری ونثری خدمات کو بڑے سلیقے سے مرتب کیا گیا ہے۔ رسائل حسن: ص: 786۔ ق: 240 ۔ کلیاتِ حسن: ص 450- ق: 170

❁ [مصطفیٰ جانِ رحمت پر الزامِ خودکشی!] صحیح بخاری کی ایک روایت پر اُٹھائے گئے اِعتراضات کے مدلل جوابات سنداً متناً روایۃً ودرایۃً۔ ص: 72- ق: 40

❁ [تحفۂ رفاعیہ] سلسلہ رفاعیہ پر اُٹھائے گئے اعتراض کے جوابات۔ ص: 122-ق: 40

❁ [آئیں دیدارِ مصطفیٰ کرلیں] ص: 256- ق: 250

❁ [اربعین مالک بن دینار] ص: 40- ق: 15

❁ [دولت بے زوال] حصولِ رزق وغیرہ کے دوسو مسائل وفوائد۔ ص: 132 ق: 35

❁ [چار بڑے اقطاب] آسمانِ ولایت وقطبیت کے چار جلیل القدر اور عظیم الشان آفتاب (جیلانی، رفاعی، بدوی، دسوقی) کے حالات وتعلیمات۔ ص: 58- ق: 20

❁ [ترجمانِ اہلسنّت] اہلسنّت کے افکار وعقائد پر مدلل تحریر۔ ص: 116-ق: 35

❁ [جامع اَزہر کا فتویٰ] انہدامِ قبور کی حرمت پر متفقہ فتویٰ۔ ص: 32- ق: 12

MAZAAQ KA ISLAMI TASAWWUR
قرآن کریم ایک زندۂ جاوید معجزۂ الٰہی ہے۔
اِس کے اَنوار وتجلیات کا سورج ہر عہد کی ہتھیلی پر پوری تب وتاب
کے ساتھ چمکا اور اس کے فیوض وبرکات کی برکھا ہر دور میں اَبر بارندہ کی مانند
برسی، آج بھی برس رہی ہے اور فیض بخشی کا یہ سلسلۂ زرّیں صبح قیامت تک یوں ہی
جاری وساری رہے گا۔ قرآنِ مقدس کی ہر آیت' ہدایت کا ایک روشن باب ہے۔ اور ہر
باب' اولوا الالباب پر ہر روز نئی آن اور نئی شان سے عیاں ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ دنیا کی واحد
کتاب ہے جس کی تلاوت' خشیت الٰہی بھی پیدا کر دیتی ہے، اور سوز دروں بھی۔ یہ قلبی سرور کا
باعث بھی ہوتی ہے اور ذوقِ سماعت کے لیے وجد آفریں بھی۔ اور پھر ان پر مستزاد یہ کہ اس کا
صوتی جمال' روح وبدن میں سرشاری کی لہر دوڑا دیتا ہے۔ بلاشبہ قرآن کریم جلال وجمال
کا عدیم النظیر اِمتزاج ہے۔
یہ کتاب' کلامِ الٰہی کی صوتی جمالیات سے مسحور ہو جانے والوں کے اَحوال
وکوائف کا اِحاطہ کرتی ہے۔ خدا کرے اُن کا حال سن کر کچھ ہمارا حال
بھی سنور جائے اور دل کی آنکھیں روشن ہو اُٹھیں۔
Distributers
KAMAL BOOK DEPOT
Madrasa Shamsul Uloom, Ghosi
Distt. Mau (U.P.)
Ph: 09935465182, 09335082776
₹ 40.00
ISBN 81-89872-42-7
9788189872427
KHWAJA BOOK DEPOT
419/2, Matia Mahal, Jama Masjid
Delhi-6, Mobile No. +91-9313086318
E-mail: khwajabd@gmail.com